Scanned by CamScanner

سبیلنا
آزادی اور نجات کے سفر میں
ہمارا راستہ
اختیار کردہ
تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان

تحریکِ نفاذِ فقہ جعفریہ پاکستان کی طرف سے یہ منشور ۶ جولائی ۱۹۸۷ء کو مینارِ پاکستان لاہور میں قرآن و سنّت کانفرنس کے موقع پر ملتِ اسلامیہ پاکستان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

تقسیم کنندہ مکتبۃ الرضا ۲۔ دیو سماج روڈ لاہور فون ۲۱۲۸۱۵

786

سید علی مہدی ترمذی

اللہ تعالیٰ ، سکیسر والا "

قُلْ

هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ

اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ قف

عَلٰى بَصِيْرَةٍ

اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ط

کہہ دیجئے :

یہ ہے میرا راستہ

میں اور میرا پیرو کار

بصیرت کامل سے

اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں

(یوسف - ۱۰۸)

اِنتساب

اس صاحبِ ایمان کے نام

جو

ہدایت کا راستہ اختیار کرتا ہے

اور پھر

دُوسروں کو بھی اس راستے کی طرف دعوت دیتا ہے

اِس طرح سے ـــــ کہ

اللہ کی اِس تحسین کا حقدار بن جاتا ہے ـــــ کہ

وَقَالَ الَّذِیۡۤ اٰمَنَ

یٰقَوۡمِ

اتَّبِعُوۡنِ اَهۡدِكُمۡ سَبِیۡلَ الرَّشَادِ ۝

"اور صاحبِ ایمان نے کہا

اے قوم!

میرے ساتھ چلو کہ میں تمھیں ہدایت کے رستے کی طرف لے چلوں"

(مومن - ۳۸)

بسمہ تعالیٰ

من کلام مولی الموحدین علیہ السلام:

اشجع الناس من غلب هواه

شجاع ترین فرد وہ ہے جو خواہشاتِ نفسانی پر کنٹرول رکھتا ہو

عارف حسین طوری

۱۰/ذ ق/۱۴۰۷ھ

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

آغازِ سخن

انسان اس دھرتی پر اللہ کا نمائندہ ہے[1]۔ وہی انسان جو اپنے پروردگار کے حسنِ تخلیق کا شاہکار ہے[2]۔ وہ انسان جو احسنِ تقویم سے پیدا کیا گیا ہے[3]۔ وہ انسان کہ جسے اس زمین پر اپنے مقصدِ تخلیق کو پورا کرتے ہوئے کمال کی طرف بڑھنا ہے۔ اس منزلِ کمال کے حصول کیلئے اللہ نے اُسے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ اس مقصد کو پانے کے لیے زمین بلکہ کائنات کے وسائل اور امکانات اس کے دستِ تصرف میں دئیے ہیں[4]۔ اشرف المخلوقات ہونے کے ناتے دیگر تمام مخلوقات بھی انسانی مقصد کے حصول کے ذریعہ اور معاون و مددگار کے طور پر تخلیق کی گئی ہیں۔

۱۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط

اور جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں (بقرہ-۳۰)

۲۔ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ

اور اس نے تمہاری صورتیں بنائیں پس بہت اچھی صورتیں بنائیں (مومن - ۶۴)

۳۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ہم نے انسان کو احسن تقویم سے پیدا کیا (التین ۴)

۴۔ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ط

اور جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو ہم نے تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے (جاثیہ-۱۳)

ساتھ ہی ساتھ قدرت کاملہ نے انسان کو اوج اور کمال کی ان انتہاؤں کی جانب سفر کرنے کے لیے ارادہ کی آزادی اور تخلیقی قوتیں بھی ودیعت فرمائی ہیں۔ سیرِ مکمال کے ان مراحل میں انسانی ارادہ کی آزادی کو ایک صحیح سمت میں مرکوز رکھنے کے لیے خدا نے انسان کو باطنی[1] اور خارجی[2] ہدایت کی سہولیات بھی فراہم کی ہیں۔ اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ اس آزادی، صلاحیت اور ہدایت سے کس طرح استفادہ کرتا ہے[3]۔

افسوس کہ انسانی تاریخ کی بہت ابتداء ہی میں قابیل نے خودپرستی، حسد اور ظلم کے ذریعے انسانی مقصدِ تخلیق سے انحراف کی بنیاد رکھ دی۔ اس کا یہ انحراف صرف آدمؑ سے نہ تھا بلکہ دراصل یہ تو انسانیت کے راستے سے انحراف تھا۔ لیکن حق وصداقت کی راہ میں ہابیل کی سُرخ موت نے خدائی راستے کے نقوش کچھ اور بھی واضح کر دیئے[4]۔

پھر انسانی معاشرہ دو قبیلوں میں بٹ گیا۔ قابیل والوں نے ہر دور میں چاہا کہ کائنات کے وسائل اور اس زمین کی صلاحیتیں اپنے زیرِ نگیں اور زیرِ تصرف کر لیں چاہے اس مقصد کے لیے انہیں دوسروں کا استحصال کرنا پڑے، ظلم روا رکھنا پڑے اور ہابیل والوں کا خون بہانا پڑے۔ دوسری طرف ہابیل کے وارث اس

---

[1] امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: عقل حق کا رسول ہے (کتاب "العقل")

[2] وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ج
اور ہر امت کے لیے رسول بھیجا گیا ہے۔ (یونس - ۴۷)

[3] إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا ۝
ہم نے اسے راستے کی ہدایت کر دی ہے اب چاہے شکرگزار ہو چاہے نافرمان (دھر - ۳)

[4] مائدہ - ۲۸ تا ۳۲

جدوجہد میں رہے کہ انسان اپنے فطری راستے پر باقی رہے ۔ ان کی خواہش تھی کہ خدا کی نعمتیں خدا کے سب بندوں کے لیے وقف ہوں ۔ کوئی غاصب نہ ہو اور کوئی محروم نہ ہو، کوئی ظالم نہ ہو اور کوئی مظلوم نہ ہو ۔ وہ یہ بات اچھی طرح سے جانتے تھے کہ وسائل و دولت کی غیر عادلانہ تقسیم اس وقت تک جاری رہے گی جب تک معاشرے کی قیادت قابیل نما افراد سے چھین کر ان صالح اور الٰہی صفات کے حامل افراد کے سپرد نہ کردی جائے جو ہر پہلو سے ذاتی اور طبقاتی مفادات سے بالاتر ہو کر تمام انسانوں سے عادلانہ سلوک کر سکیں ۔ ایسے مجاہد اور متقی افراد جو ظالموں کے لیے تیغِ برّاں اور مظلوموں کے لیے محبّت و شفقت کے شجرِ الٰہی کی گھنی اور ٹھنڈی چھاؤں ہوں[۱] ۔

انبیاءِ الٰہی انسانیّت کے ایسے ہی با حوصلہ، با استقامت اور عظیم رہبر تھے ۔ انہوں نے انسانی نجات کے لیے ایثار و قربانی کی روشن تاریخ مرتب کی ہے ان خود آگاہ اور خدا پرست ہادیوں کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے ۔ ان کے بعد حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ جیسے عالی حوصلہ انبیاء تشریف لائے ۔ انہوں نے اپنے اپنے زمانے کے طاغوتی نظاموں اور طاغوتی حکمرانوں سے ٹکر لی اور انسانی نجات کے لیے شاندار جدوجہد کی انبیاء میں سے بعض تو نئے اور تازہ پروگرام لے کر آئے اور بعض نے ان کے کے جانشین اور نائبین کی حیثیت سے ان کی پیش کردہ الٰہی شریعت کے نفاذ کی

---

[۱] نہج البلاغہ میں امیرالمومنین علیؑ فرماتے ہیں ۔

" خدا کی قسم میں مظلوم کا اس کے ظالم سے بدلہ لوں گا اور ظالم کی ناک میں نکیل ڈال کر اسے سرچشمۂ حق تک کھینچ لے جاؤنگا ۔ اگرچہ اسے یہ ناگوار گزرے " ۔ (خطبہ ۱۳۴)

جدوجہد کی۔ ان پروگراموں کے اصول اور بنیادی اہداف میں کبھی کوئی فرق نہیں رہا، کیونکہ سب ایک ہی خدا کے فرستادہ تھے البتہ انسانی شعور کی ترقی اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ بعض احکام میں تغیر ہوتا رہا۔ جب انسانی شعور اپنے کمال کو پہنچا تو آخری نبی[1] حضرت محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخری اور کامل ترین[2] پروگرام لے کر تشریف لائے۔ آپؐ نے قرآن کو اپنی معجزانہ صداقتوں کی سب سے بڑی دلیل کے طور پر پیش کیا۔ آپؐ نے اپنی بعثت کے بعد مختصر سے عرصے میں انتہائی کٹھن حالات اور مصائب کی انتہاؤں سے گزر کر عرب کے ایک وسیع خطّے میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھ دی۔ آپؐ ہی کا اسوہ اور آپؐ ہی کی حکومت رہتی دنیا تک ہر فرد اور معاشرے کے لیے بہترین اور کامل ترین نمونہ ہیں[3]۔ قرآنِ کریم آخری آسمانی کتاب ہے اور اہتمامِ الٰہی کے تحت ہر قسم کے تغیر و تبدل اور تحریف سے محفوظ ہے[4]۔ یہی کتاب آپؐ کی لائی ہوئی تعلیمات کی بنیادی کتاب اور آئینِ اسلام کی حیثیت رکھتی ہے۔

۱۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں (احزاب ۴۰)

۲۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے دینِ اسلام پر راضی ہو گیا (مائدہ ۳)

۳۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ
تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں اسوۂ حسنہ ہے (احزاب-۲۱)

۴۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون
ہم نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں (الحجر-۹)

آپؐ کے بعد آپؐ کے اہلِ بیت علیہم السلام اور آپؐ کے مخلص و پاکباز اصحاب رضوان اللہ علیہم نے آپؐ کے عالمی اور دائمی مشن کو جاری رکھا۔
زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ حالات بدل گئے اور یزید جیسا سفاک ظالم اور فاسق و فاجر شخص اسلامی معاشرے کا حکمران بن بیٹھا وہ اسلامی اقدار کو پامال کرنے اور الٰہی تعلیمات کو مٹانے پر تلا بیٹھا تھا۔ اس کے لیے اُس نے فیصلہ کیا کہ ہر اس شخص کو راستے سے ہٹا دے کہ جس کا وجود اس کے ان مذموم مقاصد میں حائل ہو۔ دوسری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے عظیم نواسے اور جوانانِ جنت کے سردار امام حسینؑ حفظ اسلام اور حق و باطل میں امتیاز کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے باطل کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیا۔ ۱۰ محرم ۶۱ھ کو امام حسینؑ اور آپؑ کے انصار و اہل بیت نے اپنے پاک خون سے کربلا میں وہ سُرخ خط کھینچا جو رہتی دنیا تک حق و باطل میں امتیاز کا نشان بن گیا۔ اہلِ حریت کے لیے کربلا جذب و آگہی کے سرمدی چشمے کی حیثیت رکھتی ہے۔

دوسری طرف یہ حقیقت تاریخ انسانی کا ایک عظیم المیہ ہے کہ طول تاریخ میں انسانیت زیادہ تر ظالموں کے زیرِ تسلط رہی ہے کیونکہ خود پرست اور جاہ طلب ظالموں نے ہر سازش، ہر ظلم اور ہر ہتھکنڈا روا رکھا۔ اس طرح بندوں پر بندوں کی حکمرانی کا سلسلہ جاری رہا اور الٰہی و فطری قوانین پامال ہوتے رہے۔

بات آگے بڑھی، بڑی قوتوں نے چھوٹی قوتوں کو اپنے زیرِ تسلط لانے، اپنے اقتدار کو وسعت دینے اور تمام تر انسانی وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے اقدامات شروع کئے۔ انسانیت گروہوں، قوموں، رنگوں، نسلوں اور علاقوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی جغرافیائی مملکتیں وجود میں آئیں۔ بڑی حکومتوں نے چھوٹی حکومتوں پر اور طاقتوروں نے کمزوروں

پر تسلط جمانے کی جدوجہد کی ۔ اس طرح بڑی استعماری اور سامراجی قوتیں وجود میں آنے لگیں ۔ ماضی قریب کی ایسی بڑی استعماری قوتوں میں برطانیہ سب سے آگے بڑھ گیا ۔ اس نے انسانی وسائل پر دھاندلی، ظلم اور فریب کے ذریعے اس طرح سے قبضہ جمایا کہ ایک دَور آیا کہ " برطانیہ کی سلطنت میں سُورج غروب نہیں ہوتا تھا"۔

ہمارا برصغیر بھی برطانیہ کے نوآبادیاتی نظام کا ایک حصّہ بن گیا ۔ ہماری دولت تقریباً دو صدیوں تک لندن منتقل ہوتی رہی ۔ برصغیر کے عوام ان غیر ملکی آقاؤں کے ظلم کا شکار رہے ۔ کہیں کہیں کبھی کبھار آزادی کی تحریکیں جنم لیتی رہیں ۔ ان تحریکوں میں مسلمانوں کا کردار ہمیشہ نمایاں رہا ۔ اس لیے کہ مسلمان تاریخی اعتبار سے ابراہیمؑ، موسیٰؑ، حضرت محمدؐ، علیؑ اور حسینؑ جیسے بُت شکنوں، حریت پسندوں اور وحدت و توحید کے علمبرداروں کے وارث ہیں اور عملی طور پر بھی برطانیہ نے برصغیر کی حکومت مسلمانوں ہی سے ہتھیائی تھی ۔ ان تحریکوں میں ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی جہادِ حریت کی ایک روشن مثال کی حیثیت رکھتی ہے ۔

برطانوی سامراج کے غاصبانہ تسلط کے خلاف برصغیر کے عوام بالخصوص مسلمانوں نے جدوجہد تیز تر کر دی جس کے نتیجے میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو برصغیر میں پاکستان کے نام پر مسلمانوں کی ایک آزاد مملکت وجود میں آئی ۔ اس مملکت کے قیام کے لیے مسلمانانِ ہند کو نہ صرف تاریخِ انسانی کی عظیم ہجرت کرنا پڑی بلکہ آزادی کے اس عمل میں لاکھوں عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان بھی کام آئے ۔ مگر یہ ایک المیہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا وہ وعدہ پُورا نہ ہو سکا جس کا خواب تحریکِ پاکستان کے دوران دیکھا جاتا تھا ۔

پاکستان انحراف کے راستے پر

مسائل کا آغاز

لا الہ الا اللہ کے ولولہ انگیز انقلابی نعروں کی گونج میں پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا لیکن اس نوزائیدہ مملکت کو بہت سے مسائل بھی حصہ میں ملے۔ مہاجرین کی آبادکاری، اثاثوں کی تقسیم، معاشی مشکلات اور مؤثر انتظامی ڈھانچہ کی عدم موجودگی اور زیرِ خطر سالمیت جیسے سنگین مسائل پر عوام کی پُرجوش شرکت اور ہمہ گیر اعتماد کے بغیر صحیح طور پر قابو پانا ممکن نہ تھا۔ ضروری تھا کہ عوام کے اسلامی انقلابی جذبے کو بروئے کار لا کر اس مملکت کی تعمیر کا آغاز کیا جاتا۔ مگر حکمران طبقہ آہستہ آہستہ عوام سے دور ہوتا چلا گیا۔ شائد حکمران چاہتے بھی یہی تھے کہ عوام امورِ مملکت میں دلچسپی لینا چھوڑ دیں تاکہ وہ اقتدار کے ایوانوں میں جو چاہیں کر سکیں۔ حکمرانوں کی اس روش نے مزید کئی ایک سنگین مسائل اور مشکلات کو جنم دیا۔

آئین سازی

ان میں سب سے اہم مسئلہ آئین سازی کا تھا۔ پاکستان کی آئینی تاریخ انتہائی دردناک ہے۔ پہلا آئین تخلیقِ پاکستان کے نو سال بعد سامنے آیا پھر اُس کے بعد آئین بنتے رہے ——— آمریت کے ہاتھوں ان میں ظالمانہ ترامیم ہوتی رہیں آئین منسوخ ہوتے رہے آئین کا مسئلہ آج بھی غیر یقینی صورتحال کا شکار رہے۔ جس کی وجہ سے ملکی سالمیت کو خطرہ ہے۔

مسئلہ کشمیر

ابتداء ہی سے مسئلہ کشمیر بھی پاکستان کا سنگین مسئلہ رہا ہے اور اس کے داخلی سیاست، خارجہ تعلقات، قومی سلامتی اور معیشت پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ اس حساس قضیہ کو حکمران اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتے چلے آرہے ہیں۔

نظامِ حکومت و سیاست

ترجیحات کی ترتیب کے اعتبار سے یہ معاملہ کسی طور بھی ثانوی قرار نہیں دیا جاسکتا کہ پاکستان کا نظامِ حکومت و سیاست کبھی کوئی معین و مشخص صورت اختیار نہیں کرسکا۔ اس کی وجوہات کچھ بھی پیش کی جائیں یہ امر مسلمہ ہے کہ بالادست طبقوں نے کئی رُوپ بدلے ہیں۔ کبھی جمہوریت کا راگ الاپا گیا، کبھی مضبوط مرکز کا نعرہ بلند کیا گیا، کبھی سوشلزم کا سہارا لینے کی کوشش کی گئی، کبھی عوام کی مالا جپی گئی، کبھی اپنی منشا کے مطابق نظریۂ ضرورت تراشا گیا اور کبھی اسلام کو مسندِ اقتدار کا زینہ بنایا گیا۔ البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اختیارات کی تقسیم میں کمی بیشی کے ساتھ بہروپ، صورتیں اور ظاہری وابستگیاں بدل بدل کر مخصوص طبقے ہی آج تک حکمران رہے ہیں۔ یہ طبقے ہیں جاگیردار و سرمایہ دار، فوجی جرنیل اور نوکر شاہی۔ پاکستان پر عوام کے نمائندوں کی نہیں بلکہ زر اور زور والوں کی حکومت رہی ہے۔ اقتدار کا حامل طبقہ ہر قسم کی سیاسی اخلاقیات سے ماورا ہو کر صرف اور صرف اپنے اقتدار کی طوالت کے لیے جوڑ توڑ، سازش اور منافقانہ گٹھ جوڑ میں ہمہ وقت مبتلا رہا ہے۔ البتہ زیادہ عرصہ ملک طالع آزما فوجی آمروں ـــــ کے قبضے میں رہا ہے ان حالات میں کیونکر ممکن تھا کہ ـــــ خدا کی زمین کے اس حصے پر قانونِ الٰہی نافذ ہو اور اس کے مطابق

دولت کی منصفانہ تقسیم ہو،
- پسے ہوئے محروم طبقوں کو ان کے چھنے ہوئے حقوق ملیں،
- انتظامیہ عوام کی ہمدرد اور پولیس خدمت گزار ہو۔

کیونکہ ـــــــ تمام تر وسائل تو حکمران طبقوں کے خدمت گزار تھے ۔ مختلف ادوار میں پاکستان کے بجٹ میں سرمائے کی تقسیم اور عدلیہ و انتظامیہ کی عملی صورتِ حال اس بات کی شاہد ہے ۔

بڑی طاقتوں سے وابستگی

ظاہر ہے عوام سے بے نیاز بلکہ عوام کو گمراہ کرنے اور دبانے کی پالیسی پر گامزن حکومتوں کو اِدھر اُدھر سے سرپرستی کی ضرورت ہوتی ہے۔ حکمرانوں کی اسی ضرورت نے پاکستان کو بڑی طاقتوں کا کاسہ لیس اور طفیلی بنا دیا ـــــــ یہاں تک کہ پاکستان کی حکومت پوری طرح امریکہ کی حاشیہ نشین اور کٹھ پتلی بن کر رہ گئی ہے ۔ امریکہ سے وابستگی کی پاکستان کی تاریخ بہت سیاہ ہے ۔ امریکہ نے مختلف طریقوں سے حکمرانوں سے ساز باز کر کے پاکستان کے وسائل کو لوٹا ہے عہد شکنی کی ہے ، ظلم و جبر کی قوتوں کو تقویت دی ہے اور گمراہ کرنے کی اپنی عالمی پالیسی پر عمل کیا ہے ۔

سیاہ ثقافت کے منحوس سائے

یہ امر مسلمہ ہے کہ ثقافت سے اجتماعی شعور کے خد و خال اُبھرتے ہیں اور تہذیب و تمدن کے حوالے ہی سے قوموں کے اندازِ فکر و عمل کا تعین کیا جا سکتا ہے علاوہ ازیں ثقافت ارتقائی سفر کی سمت اور منزل کے امکان کی نشاندہی بھی کرتی

ہے - ابتدا ہی سے پاکستان میں مغرب کے سیاسی اثر و نفوذ اور معاشی غلبہ اور مخصوص فکری تربیت نے ثقافتی سامراجیت کو بھی پروان چڑھایا اور رفتہ رفتہ ہمارا معاشرہ مغربی تہذیب و تمدن کی غلیظ دلدل میں اس درجہ اُتر گیا کہ اسلام کی پاکیزہ اقدار اور الٰہی روایات یکسر فراموش ہوگئیں - آج حالت یہ ہے کہ ہم انسان دشمن مغربی ثقافت کی بھونڈی نقالی کرتے ہوئے اپنا تشخص اور اپنی شناخت بھلا بیٹھے ہیں - اجنبی اور غیر مانوس رسموں اور رواجوں کو اپنانے نے ہماری اجتماعی زندگی کو فکری انتشار کا شکار بنا کر بے مقصدیت کی راہ پر گامزن کر دیا اور اس ساری صورت حال کا فائدہ براہ راست حکمرانوں اور سامراجی طاقتوں نے اٹھایا ہے -

غیر اسلامی بلکہ دین دشمن اور انسانیت کش ثقافتی یلغار نے فحاشی، عریانی، بے حیائی کے جن رویوں کو جنم دیا ہے انہوں نے ہماری معاشرتی زندگی کے ہر گوشہ کو تہ و بالا کر دیا ہے - خصوصاً نوجوانوں کو گمراہ کن سرگرمیوں اور لایعنی کھیل تماشے میں اُلجھا کر ملک کو ذلت اور تباہی کی طرف لے جانا اسی ثقافت کا شاخسانہ ہے ذہن اور فکر کی اس روش کے نتیجہ میں نوجوانوں کی ایک بہت بڑی تعداد منشیات کا شکار ہو رہی ہے اور زندگی کے حقائق سے فرار کے لیے تباہ کن راستے تلاش کر رہی ہے -

معیشت کی زبوں حالی

پاکستان کی معیشت اس وقت سامراجی طاقتوں اور ان کے قائم کردہ نام نہاد بین الاقوامی اداروں کے کنٹرول میں ہے - زراعت، صنعت، تجارت غرض تعمیر و ترقی کے تمام تر منصوبوں کی منصوبہ بندی کا انحصار انہی طاقتوں اور اداروں کی شرائط پر ہے - دن بدن پاکستان پر قرضوں اور ان کے سود در سود کا بوجھ بڑھتا

جا رہا ہے۔

جبکہ داخلی طور پر بھی ذرائع پیداوار سامراجی ایجنٹوں ــــــــ کے کنٹرول میں ہیں ملک کی وسیع آبادی محرومیوں کا شکار ہے۔ دیہی اور شہری زندگی کے درمیان بہت زیادہ فرق ہے۔ خود شہروں میں پس ماندہ شہریوں کے وسیع طبقوں اور امراء کے علاقوں میں نمایاں فرق ہے۔ یہ فرق وسائل اور دولت کی غیر منصفانہ اور ظالمانہ تقسیم کا مظہر ہے۔

مروجہ نظامِ تعلیم

پاکستان میں رائج نظامِ تعلیم مروّجہ استعماری نظام کو مستحکم کرنے کے لیے تخلیق کیا گیا ہے۔ یہ ایک دوہرا تہرا نظام ہے۔ یہ نظام مغرب کے مادی فلسفے اور مادی تقاضوں کی روشنی میں تشکیل پایا ہے۔ اس کا نصاب اور تشکیلات تمام تر غیر الٰہی انسان تیار کرنے کے لیے وضع کی گئی ہیں۔ اس نظام کے ذریعے تعلیم کو "دینی" اور "دنیاوی" کے نام پر تقسیم کر کے ان میں اس قدر بُعد پیدا کر دیا گیا ہے کہ ایک طبقہ دوسرے کو "تعلیم یافتہ" تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔

اس نظام میں بھی آج تک ملک میں تعلیمی بجٹ نا معقول حد تک کم رہا ہے۔ اس نظام میں غریبوں کے لیے اعلیٰ تعلیم کا حصول انتہائی مشکل بنا دیا گیا ہے۔

یہ نظام ملک میں حکمران، ان کے معاون اور غلام طبقے پیدا کرتا ہے۔

عدلیہ کی ناگفتہ بہ حالت

ایک اسلامی معاشرے میں عدلیہ انسانی حقوق کی محافظ اور عوام کی دادرسی کا ایک اہم ادارہ ہوتی ہے مگر یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ پاکستانی عدلیہ اپنے یہ فرائض پورا کرنے میں قطعاً ناکام رہی ہے۔ اس کی ایک اہم وجہ تو عدلیہ سے متعلق امور میں

انتظامیہ کی ناروا مداخلت ہے جس نے عدلیہ کے آزاد کردار کو بالکل مسخ کر دیا ہے۔ علاوہ ازیں مروجہ قوانین کا ایک بہت بڑا حصہ غیر اسلامی قوانین پر مشتمل ہے جو انسان کے فطری تقاضوں سے ہرگز ہم آہنگ نہیں ہیں۔ ان نقائص کے علاوہ حصولِ انصاف کے طویل اور گراں بہا طریقہ کار نے عدلیہ کو بہت حد تک مفلوج کر رکھا ہے جب کہ دوسری طرف اراکین عدالت کی دیانت کے بارے میں بھی شکایات عام ہیں۔ ان حالات میں مجموعی طور پر عوام عدالتوں سے مایوس ہو چکے ہیں۔

یہ ان سنگین مسائل کے چند پہلو ہیں جنہوں نے وطنِ عزیز کو اپنی منحوس گرفت میں لے رکھا ہے۔ ان مسائل کے سائنسی تجزیہ کے نتیجہ میں یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ان تمام خرابیوں کی وجہ اور موجودگی کا سبب یہ تین عناصر ہیں :-

- عالمی سامراج،
- حکمران طبقہ اور
- مروجہ نظام۔

ان عناصر کے باہمی تعلق کی اس حوالے سے تشریح کی جا سکتی ہے کہ عالمی سامراج پاکستان میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے حکمران طبقہ کی سرپرستی کرتا رہا ہے اور حکمران طبقہ اپنے مفادات کے حصول کے لیے سامراج کی کاسہ لیسی اور مروجہ نظام کے تحفظ کے لیے سرگرم عمل رہا ہے۔

ہمہ گیر جدوجہد کا آغاز

اس پس منظر اور ان حالات میں ہمیں فیصلہ کرنا ہے ـــــــ کہ :
پاکستان میں جدوجہد اور جنگ کا آغاز کہاں سے ہوتا ہے اور یہ جنگ کس کے خلاف، کس کی حمایت میں کس کس کو، کس انداز سے لڑنا ہے۔

یہ جدوجہد ـــــــ

★ بیک وقت سامراج، وطن میں موجود اس کے گماشتوں اور مفاد پرست نمائندوں اور حکمرانوں کے خلاف ہے۔ سب سے پہلے ہمیں سامراج پر ضرب کاری لگانا ہے کیونکہ سامراج ہی تمام تر برائیوں اور سیاہیوں کا سرچشمہ ہے۔ اس سرچشمے کو بند کئے بغیر اور سامراج کے خونخوار ہاتھ کاٹے بغیر کوئی تدبیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔

یہ جنگ ـــــــ

★ عوام کو وسیع پیمانے پر انقلابی شعور دیئے بغیر اور انہیں حقیقی دشمن، اس کے مقاصد، ہتھکنڈوں اور سازشوں سے آگاہ کیے بغیر ہرگز نہیں لڑی جا سکتی اس لیے کہ یہ تمام تر سازشیں درحقیقت عوام ہی کے خلاف ہیں اور بالآخر یہ جنگ عوام ہی کو لڑنا ہے۔

یہ معرکہ ـــــــ

★ پاکباز، صاحب بصیرت، باایمان، متقی، مجاہد اور باایثار قیادت کے بغیر نہیں لڑا جا سکتا۔ عوام کو اپنی اس قیادت کو پہچاننا ہوگا اور "امام وامت" کو ہم آہنگ ہو کر حوصلے اور جذبے سے نجات کا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔

یہ جہاد ـــــــــــــــــــ

★ وطن پرستی کی بنیاد پر نہیں خدا پرستی کی بنیاد پر کرنا ہوگا کیونکہ "وطن" کی حدود تو پھیلتی اور سکڑتی رہتی ہیں جبکہ خدا پرستی دائمی، ہمہ گیر اور آفاقی جذبوں سے سرشار کر کے پوری انسانیت کے دُکھ کو ہر انسان کا دکھ بنا دیتی ہے اور پھر خدا کی قوت پر بھروسہ ہر قوت سے بے نیاز اور بے خوف کر دیتا ہے۔

زیرِ نظر منشور

اسی جد و جہد کے مقاصد اور خطوط واضح کرتا ہے، حقیقی اسلامی تحریک کی بنیاد فراہم کرتا ہے اور اسلامی حکومت کے اہداف اور پروگرام کی عکاسی کرتا ہے۔

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

نظام

نظامِ حکومت

اسلامی نظامِ حکومت کی بنیاد یہ ہے کہ حقِ حاکمیت صرف اور صرف خدا کو حاصل ہے ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان آزاد ہے اور کوئی شخص ، طبقہ یا گروہ اس پر حکمرانی نہیں رکھتا ، حکومت و ملکیت فقط اللہ کے لئے ہے ۔ انسان خلیفۃ اللہ کی حیثیت سے ارضِ خدا پر تصرف کرتا ہے لیکن اس کے باوجود انسان کو حاکمیت و فرماں روائی کا حق حاصل نہیں ہے ۔ وہ صرف حاملِ امانت کی حیثیت سے خدا کے سامنے جواب دہ ہے ۔

خلافتِ الٰہی کے اسی تصور کے حوالے سے اسلامی حکومت کے بنیادی اہداف یہ ہیں :۔

* اللہ کی زمین پر اللہ ہی کی حکومت ہو ۔
* انسان پر انسان کے غلبے کا خاتمہ ہو چاہے وہ فرد کی صورت میں ہو یا گروہ کی صورت میں ۔
* فرد اور معاشرے کو ہر قسم کے ظلم ، جبر اور استحصال سے نجات ملے ۔
* انسان باہمی محبت ، احترام رواداری ، مواخات اور مساوات کی بنیاد پر اس طرح سے زندگی گزاریں کہ انسانی معاشرہ جنت نظیر ہو جائے ۔
* نظمِ معاشرہ برقرار رہے ۔
* معاشرے میں تقوے کے علاوہ فضیلت و برتری کا ہر معیار باطل ہو جائے ۔

اسی تصورِ حکومت اور انہی اہدافِ حکومت کے پیشِ نظر پاکستان میں نظامِ حکومت

کے خدوخال اور خطوط یہ ہوں گے ۔

سرچشمہ آئین و قانون

قرآن وسنت پاکستان کے آئین اور قانون کا سرچشمہ ہوں گے ۔ آئین، آئین کی کوئی دفعہ یا کوئی قانون ہرگز خلافِ قرآن وسنت نہیں ہو گا ۔ ہر مسلمہ اسلامی مکتب فکر کے لیے قرآن وسنت کی وہی تعبیر معتبر ہو گی جو اس کے ہاں مسلّم ہے ۔

ریاستی ادارے

ریاست کے تین بنیادی ادارے یعنی مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ باہم مربوط مگر کاملاً آزاد ہوں گے ۔

مقننہ

- پارلیمانی نظام کے تحت دو ایوانی مقننہ ہو گی ۔
- اراکین مقننہ کے لیے ضروری ہو گا کہ وہ

—— تعلیم یافتہ ہوں ۔

—— کسی بھی شعبۂ زندگی (سیاسی، سماجی، معاشی، ثقافتی اور اخلاقی) میں خلافِ شریعت کوئی کام سرانجام نہ دیتے ہوں ۔

—— آئین اور قانون سازی کے امور سے واقفیت رکھتے ہوں اور

—— بنیادی اسلامی احکام سے آگاہ ہوں ۔

انتخابات

انتخابات جماعتی بنیادوں پر ہونگے تاہم آزاد امیدواروں کو انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت ہو گی ۔

- پارلیمنٹ کے اراکین آزاد اور براہِ راست انتخاب کے ذریعہ منتخب ہونگے۔

ووٹر کی عمر

امورِ مملکت میں رائے دینے کے لیے ووٹر کی عمر کم از کم ۱۶ سال ہوگی۔

سیاسی جماعتیں

مذکورہ اہداف کے حصول کے لیے سیاسی جماعت بنانے کی آزادی ہوگی سیاست میں حصہ لینے والے کسی فرد یا گروہ کو مشرق و مغرب کی کسی استعماری طاقت سے وابستگی کی ہرگز اجازت نہ ہوگی۔ البتہ امور مملکت و سیاست میں شرکت کے لیے کسی سیاسی جماعت سے وابستگی ضروری نہ ہوگی۔

مارشل لاء

ملک میں کسی صورت میں اور کسی حصے میں کسی بھی عرصے کے لیے مارشل لاء کے نفاذ کی ہرگز اجازت نہ ہوگی۔ کیونکہ مارشل لاء کا نفاذ اصطلاحِ قرآن میں خدا اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کے مترادف ہے۔

قانون

تکامل کی راہ میں انسانی معاشرے کے ہموار سفر کے لیے کچھ اصول وضوابط ناگزیر ہیں۔ چنانچہ ہر انسانی معاشرہ میں امن وسکون اور توازن کے لیے مختلف نظام قانون وضع کیے گئے ہیں مگر یہ نظام معاشرتی فساد اور ناہمواریوں کو روکنے میں ناکام رہے ہیں کیونکہ یہ قوانین خود انسان نے وضع کیے ہیں۔ ان میں شعوری یا لاشعوری طور پر انسان کے انفرادی و گروہی مفادات کی چھاپ نمایاں ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ معاشرے میں ایسی عالم، مدبر اور حکیم ہستی کے تجویز کردہ اصول و قوانین کو رائج کیا جائے جو ہر قسم کے انفرادی اور طبقاتی مفادات سے بالاتر ہونے کے ساتھ ساتھ انسان کے فطری تقاضوں اور ضروریات سے بھی آگاہ ہو۔ ایسی ذات صرف اور صرف اللہ ہے

ستم ظریفی یہ ہے کہ اللہ اور اس کے دین اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ہمارے ملک میں بھی قانونِ الٰہی کی حکمرانی نہیں ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ پاکستان کا نظام قانون ان اصولوں پر استوار ہو:

- قانون کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے۔
- اللہ کے قانون کا منبع قرآن اور سنت ہیں۔
- کوئی فرد یا گروہ قانون سے بالاتر نہیں ہے۔

ہمہ گیر قانون

قانون کی ہمہ گیری کے لیے ضروری ہے کہ وہ جامع اور مدون ہو۔ اس مقصد کے لیے قانون ساز ادارہ یہ اقدامات کرے گا:

- ہر وہ قانون اور قانون کی ہر اس بنیاد کو ختم کر دے گا جو قرآن و سنت کے خلاف ہو۔
- مسلمہ اسلامی مکاتب فکر کی متفقہ آراء کو اجتماعی قوانین کی حیثیت سے مدون کرے گا۔
- مسلمہ اسلامی مکاتبِ فکر کی اختلافی آراء کو ہر مکتب فکر کے مختص قوانین کے زمرے میں

مدوّن کرے گا۔

• وہ تمام موضوعات جنہیں شریعت نے انسانوں کے تکامل وارتقاء اور معاشرتی تغیرات کے پیشِ نظر لوگوں کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے اور وہ واجب یا حرام کے قطعی احکام میں شامل نہیں ہیں ان میں قرآن وسنت کے راہنما اصولوں کی روشنی میں عوام کی بہبود اور ملّی مصالح کے پیشِ نظر قانون سازی کرے گا۔ قانون سازی کا یہ شعبہ "شعبۂ آزاد قانون سازی" کہلائے گا۔

اسلامی نظریاتی کونسل آئین یا قانون کے اسلام کے مطابق یا منافی ہونے کا تعین اسلامی نظریاتی کونسل کرے گی۔ اس کی تشکیل وتنظیم از سرِ نو اس طرح سے کی جائے گی کہ اس میں ہر مسلمہ اسلامی مکتب فکر کے قانونِ اسلامی کے ماہر علماء کو مؤثر نمائندگی دی جائے گی نیز آئین کی تطبیق کے لیے ماہرینِ قانون کو بھی کونسل میں شامل کیا جائے گا اس کونسل کے اراکین کا انتخاب سینیٹ کرے گی۔

کونسل کے نظریے کو مشورے کی نہیں فیصلے کی حیثیت حاصل ہوگی۔ کونسل کا نظریہ حتمی اور ناقابلِ تنسیخ ہوگا۔

عدالت

عدلیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ حقوقِ عامہ کی محافظ ہو، قانون کی حکمرانی کا ذریعہ ہو، لوگوں کے تنازعات کا فیصلہ کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ قانون اپنی روح اور مقاصد کے ساتھ نافذ ہو۔ عدلیہ صرف اس لیے نہیں کہ مجرم کو سزا دے بلکہ اس کے ذمہ ہے کہ وہ ایسے اقدامات بھی کرے جن کے ذریعے ارتکابِ جرم کی حوصلہ شکنی ہو اور مجرم اصلاح کی طرف مائل ہو۔ اسلامی ریاست میں عدلیہ کی اہم ترین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ انتظامیہ کو خلافِ اسلام اقدامات سے روکے۔

ان مقاصد کے حصول کے لیے پاکستان کا نظامِ عدالت ان بنیادوں پر تشکیل دیا جائے گا۔

- مفت حصولِ انصاف ہر فرد کا بنیادی حق ہے۔ لہٰذا کورٹ فیس کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔
- غلط اور بے مقصد مقدمہ بازی معاشرے پر بوجھ ہے۔ اس کے خاتمے کے لیے ضوابط بنائے جائیں گے۔
- انصاف میں تاخیر انصاف سے انکار کے مترادف ہے۔ جلد انصاف کے حصول کے لیے دیگر اقدامات کے علاوہ ججوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا اور ضابطے کی الجھنیں دور کی جائیں گی۔
- عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کر کے مکمل طور پر آزاد اور خود مختار بنا دیا جائے گا۔
- عدالتوں کی درجہ بندی از سرِ نو کی جائے گی۔ ابتدائی سماعت جس سطح پر بھی ہو اس کے خلاف صرف ایک اپیل ہوگی۔

- پورے ملک میں یکساں عدالتی نظام رائج کیا جائے گا۔
- ججوں کی تنخواہیں اس حد تک بڑھا دی جائیں گی کہ ان کی مالی ضروریات پوری ہو سکیں اور وہ اپنا سماجی مقام برقرار رکھ سکیں۔

سپریم جوڈیشل کونسل

سپریم جوڈیشل کونسل تشکیل دی جائے گی۔ جس کے اختیارات اور ذمہ داریاں درج ذیل ہوں گی:

۱۔ ملک کی تمام عدالتوں کی نگرانی

۲۔ عدالتوں میں ججوں کا تعین

۳۔ ججوں کی ترقی اور ان کے خلاف انضباطی کارروائی۔

۴۔ عدالتوں کو متعلقہ قوانین کا ابلاغ۔

اس کونسل کا انتخاب سینیٹ کرے گی۔

نظامِ معیشت

زمین اور اس کے وسائل اللہ کی ملکیت ہیں ۔ انسان زمین پر نائب الٰہی کی حیثیت سے ان وسائل کا امین ہے ۔ ان وسائل کی تقسیم اور ان کا تصرف انسانی بقاء اور ارتقاء کے نقطۂ نظر سے عادلانہ طور پر ہونا چاہیئے تھا لیکن دُنیا کا موجودہ معاشی نظام انتہائی ظالمانہ ہے ۔ اس نظام نے دنیا کی کثیر اور وسیع آبادیوں کو محرومیوں کا شکار کر رکھا ہے۔

خود پاکستان میں رائج معاشی نظام بڑی طاقتوں اور ان کے زیرِ تسلط اداروں کی استعماری پالیسیوں کے تقاضے پورے کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے اور یہ نظام ظلم و استحصال اور استثمار و احتکار کا سبب بن رہا ہے ۔

لٰہذا ضروری ہے ـــــ کہ

★ ملک میں موجودہ معاشی نظام کو یکسر تبدیل کر کے اسلام کے عدلِ اجتماعی کی بنیاد پر قائم اقتصادی نظام نافذ کیا جائے جس میں :

- ہر قسم کے معاشی استبداد کی نفی ،
- طبقاتی تفاوت کا خاتمہ ،
- بنیادی ضروریات کی فراہمی ،
- ہر شخص کو روزگار کی فراہمی ،
- ملک کی خود کفالت

کی ضمانت موجود ہو۔

نیز یہ بھی ضروری ہے ـــــــ کہ

★ قومی اقتصادی منصوبہ بندی اس انداز میں کی جائے کہ فرد اپنی معاشی جدوجہد کے ساتھ معنوی وروحانی خودسازی کے مواقع بھی حاصل کرسکے۔

اسلامی احکام کی روشنی میں یہ اقدامات کیے جائیں گے ؛

۱۔ مالکیت کی حدبندی

مالکیت کی حدود کا تعین کیا جائے گا۔ تاکہ وسائل و آلات پیداوار کی عادلانہ تقسیم ممکن ہو سکے۔

۲۔ ذخیرہ اندوزی کا خاتمہ

ذخیرہ اندوزی اور احتکار چونکہ معاشرے میں استحصال و استثمار کو جنم دیتا ہے لہٰذا تمام بنیادی ضروریاتِ زندگی کی نچلی سطح پر ذخیرہ اندوزی ممنوع قرار دے دی جائے گی۔ اشیائے خوردنی کی مصنوعی قلت پیدا کرنے والے۔ اسباب ختم کردیے جائیں گے۔

۳۔ اسراف کا خاتمہ

اشیائے صرف کے بے جا استعمال اور انہیں ضائع یا تلف کرنے سے روکنے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں گے۔

۴۔ ناجائز منافع خوری اور اجارہ داری کا خاتمہ

ہر قسم کی اور ہر حیلے سے کی جانے والی ناجائز منافع خوری اور اجارہ داری کو ختم کردیا جائے گا۔

۵۔ پیشے کا انتخاب

ہر فرد کو پیشے کے انتخاب کی آزادی ہوگی البتہ خلافِ اسلام اور مفادِ عامہ کے منافی پیشہ اختیار کرنے کی اجازت ہرگز نہ ہوگی نیز ہر طرح کے حرام کاروبار کو مکمل

طور پر ختم کر دیا جائے گا۔

۶۔ قدرتی وسائل

تمام قدرتی وسائل قوم کی ملکیت میں ہوں گے۔

۷۔ نظامِ مالیات

نظامِ مالیات کو اسلامی تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے سود کی ہر شکل کو ختم کر دیا جائے گا۔ تجارتی منافع کی شرح کا تعین بھی کیا جائے گا تاکہ زیادہ منافع سود (ربا) کی شکل اختیار نہ کر سکے۔

* * *
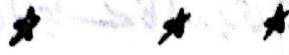
معیشت کے مختلف شعبوں میں مندرجہ ذیل پالیسیاں اختیار کی جائیں گی۔

تجارتی پالیسی

- بین الاقوامی تجارت قومی کنٹرول میں ہوگی۔
- بین الاقوامی سودی نظام کے مہلک اثرات سے بچنے کے لیے اشیاء کے بدلے اشیاء کی طرزِ تجارت اختیار کی جائے گی۔
- درآمدات و برآمدات کا از سر نو جائزہ لیا جائیگا اور اشیائے تعیش کی درآمد مکمل طور پر بند کر دی جائیگی نیز ملکی ضروریات کی ملک میں پیداوار کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

صنعتی پالیسی

- انفرادی صنعتی مالکیت کی حدود کا تعین کیا جائے گا۔
- تمام بنیادی صنعتیں قومی ملکیت میں ہوں گی۔

- آلاتِ تولید پیدا کرنے والے کارخانے حکومتی کنٹرول میں ہوں گے۔
- گھریلو صنعتوں کو مکمل تحفظ دیا جائے گا۔
- بیرونی سرمایہ کاروں کو اسلامی اور ملکی مفادات کی روشنی میں مشروط طور پر سرمایہ کاری کی اجازت دی جاسکے گی۔

زرعی پالیسی

- مالکیتِ زمین کی حدود کا تعین کیا جائے گا اور بڑی بڑی زمینداریاں اور جاگیریں ختم کر دی جائیں گی۔
- ایسی زمینیں جنہیں خود کاشت نہیں کیا جاتا انہیں قومی ملکیت میں لے لیا جائیگا۔
- نظامِ حقیقت اراضی کا از سرِ نو جائزہ لیا جائے گا اور اسے عدلِ اسلامی کی بنیادوں پر استوار کیا جائیگا۔
- اسلامی اصولوں کے مطابق مزارعین کو ان کے حقوق دلوائے جائیں گے۔
- زرعی پیداوار میں اضافہ کے لیے خاطر خواہ اقدامات کیے جائیں گے اور ملکی معیشت میں زرعی شعبہ کا کردار مؤثر بنایا جائے گا۔
- مشینی کاشت اور جدید زرعی آلات کے استعمال کو فروغ دینے کے لیے تعاونی کاشت (COOPERATIVE FARMING) کے نظام کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

لیبر پالیسی

لیبر پالیسی کے بنیادی نکات یہ ہوں گے۔

- سرمائے کو محنت کی جگہ نہیں لینے دی جائے گی۔

- مزدور کو کارخانے کے منافع میں حصہ دار بنایا جائے گا۔
- انتظامی معاملات میں مزدوروں کو مؤثر نمائندگی دی جائے گی۔
- مزدوروں کو مکمل سماجی تحفظ دیا جائے گا۔
- مزدور کے بچوں کی مفت تعلیم کا اہتمام کیا جائے گا۔
- مزدور اور اس کے اہل ذمہ کی صحت کی ضروریات کی مفت فراہمی کا انتظام کیا جائے گا۔
- مزدور کی تنخواہ کا تقرر اجتماعی معیارِ زندگی کی ضرورتوں کو مدّ نظر رکھ کر کیا جائے گا۔
- مزدور کو اس وقت تک ملازمت سے نہیں نکالا جا سکے گا جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ اُس نے اپنی ذمہ داریوں کے خلاف کردار ادا کیا ہے۔
- غیر ہنر مند مزدوروں کو ہنر مند بننے کے مواقع کارخانہ مفت مہیا کرے گا۔

ملازمین کے حقوق

- لیبر پالیسی میں مزدور کو حاصل تمام حقوق و مراعات ملازمین کو بھی حاصل ہوں گی۔
- طبقاتی تفاوت پیدا کرتے والا مروجہ گریڈ سسٹم ختم کر کے انتہائی مختصر انتظامی درجوں پر مشتمل نیا نظام رائج کیا جائے گا۔
- سول ملازمین کو امورِ مملکت و سیاست میں حصّہ لینے کا حق دیا جائے گا۔

خارجہ پالیسی

اسلام الہٰی اور آفاقی دین ہے جو بنی نوع انسان کو ایک برادری قرار دیتے ہوئے ہر قسم کے جبر، ظلم، استحصال اور محکومیت سے انسانی نجات اور سلامتی کا ضامن ہے اور اپنے اس پروگرام کی راہ میں حائل تمام انفرادی و اجتماعی رکاوٹوں کے خلاف جد و جہد پر غیر متزلزل ایمان رکھتا ہے تاکہ اللہ کے قانونِ عدل کی عالمگیر حکومت قائم ہو جائے کہ جو نوعِ انسانی کا دیرینہ خواب ہے۔

لیکن ـــــــ معروضی عالمی نظام قومی ریاستوں کے تصور پر استوار ہے جس کے تحت انسان کو رنگ، نسل، زبان اور جغرافیہ کے اعتبار سے مختلف قوموں اور مملکتوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا عالمی اسلامی حکومت کے لیے ایک نئے عالمی نظام کی ضرورت ہے۔

چنانچہ ـــــــ موجودہ عالمی حالات میں پاکستان کی خارجہ پالیسی درج ذیل خطوط پر استوار ہوگی۔

● ملک کی خارجہ پالیسی کی بنیاد "لا شرقیہ لا غربیہ" کا اسلامی اصول ہو گا۔ اس کی روشنی میں :-

ـــــــ کسی بھی طاقت کی اقتصادی، ثقافتی، فوجی اور / یا سیاسی بالادستی ہرگز قبول نہیں کی جائیگی۔

ـــــــ کسی بھی طاقت کے مفادات کی نگہداشت اور ترویج نہیں کی جائے گی اور اس حوالے سے ناوابستگی کے اصول پر سختی سے کاربند رہا جائے گا۔

___ استعماری اور سامراجی عزائم کی مزاحمت کی جائے گی۔

★ ___ ملکی مفاد کا تحفظ خارجہ پالیسی کا بنیادی ستون ہوگا۔ اس کے تحت :

___ علاقائی سالمیت، ملکی سلامتی، سیاسی خودمختاری اور معاشی آزادی کے حصول اور بقا کے لیے جدوجہد کی جائے گی، اس طرح سے کہ ملکی مفادات کا تعین اسلامی تقاضوں کی روشنی میں ہو۔

★ دیگر ممالک سے تعلقات عدم مداخلت اور پُرامن بقائے باہمی کے اصول پر مبنی ہوں گے، جس کے تحت :

___ کسی بھی ملک کے اندرونی معاملات میں دخل اندازی اور کسی بھی ملک کی جغرافیائی سرحدوں پر جارحیت کا ارتکاب نہیں کیا جائے گا۔

___ تمام ممالک بالخصوص ہمسایہ ممالک سے دوطرفہ بنیادوں پر قریبی، خوشگوار اور دوستانہ تعلقات قائم کئے جائیں گے۔

ماسوائے :-

- ان ممالک کے جو نسل پرستانہ، صیہونی، سامراجی اور توسیع پسندانہ عزائم کے حامل ہوں یا اسلام دُشمن اور مسلم کش پالیسی اپنائے ہوں۔

البتہ :-

- تمام مواقع پر اسلامی مفادات کو ترجیح دی جائے گی۔

★ محض حکومتوں سے تعلقات کی بجائے دنیا بھر کے عوام سے قریبی رابطے قائم کیے جائیں گے۔

خارجہ پالیسی کے ان خطوط کی روشنی میں مندرجہ ذیل اقدامات کئے جائینگے۔

★ تمام تر سیاسی، اقتصادی، فوجی اور ثقافتی نوعیت کے معاہدوں پر نظرثانی کی جائے گی اور ایسے تمام معاہدے یا کسی بھی معاہدے کے ایسے حصّے کالعدم قرار دے

دیئے جائیں گے جو خارجہ پالیسی کے مذکورہ بالا بنیادی اصولوں سے متصادم ہوں۔

★ قرضوں کی شرائط پر نظرثانی کی جائے گی اور سامراجی سرمایہ کاری اور قرضے ختم کیے جائیں گے۔

★ ایسا کوئی معاہدہ نہیں کیا جائے گا اور نہ روبہ عمل لایا جائے گا جس کے تحت کوئی غیر ملکی طاقت ملک کے قدرتی وسائل پر تسلط یا تصرف حاصل کر سکے۔

★ کسی سامراجی طاقت کو فوجی مقاصد کے لیے پاکستان کی زمین، فضا اور پانی استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔

★ دنیا بھر میں محروموں اور مظلوموں کی آزادی کی تحریکوں بالخصوص اسلامی تحریکوں کی حمایت کی جائے گی اور ان سے ہر ممکن تعاون کیا جائے گا۔

★ عالمی امن کے قیام اور فروغ نیز بنی نوع انسان کی خوشحالی اور ترقی کے لیے عالمی تنظیموں اور اداروں میں مؤثر کردار ادا کیا جائے گا۔ مزید یہ کہ ان تنظیموں اور اداروں میں استعماری اثر و نفوذ کے خاتمے کے لیے جدوجہد کی جائے گی۔

★ استحصال، استعمار اور ظلم سے پاک ایک نئے عالمی اقتصادی اور سیاسی نظام کے لیے جدوجہد کی جائے گی۔

★ مختلف ممالک میں موجود مسلم اقلیتوں کے حقوق کی بحالی / تحفظ کی کوشش کی جائے گی۔

★ مسلم اکثریت کے وہ علاقے جو اغیار کے زیر تسلط ہیں ان کی آزادی کے لیے تعاون کیا جائے گا۔

★ القدس اور دیگر مقاماتِ مقدسہ کی حرمت و آزادی کو بنیادی اہمیت دی جائیگی۔

★ کشمیر کی آزادی اور اس کے پاکستان سے الحاق کے لیے جدوجہد کی جائیگی۔

★ بیرونی مداخلت یا فوج کشی کے خلاف مزاحمت میں اسلامی ممالک کے ساتھ تعاون کیا جائے گا۔

★ علاقے میں ہر قسم کی فوجی مہم جوئی یا بیرونی مداخلت کی بھرپور مزاحمت کی جائیگی۔

★ پاکستان کو اس کے جغرافیائی، تاریخی اور دینی تقاضوں کی روشنی میں مغربی ایشیا کا حصّہ قرار دے کر مسلمان ممالک سے قریبی روابط کا احیا کیا جائے گا۔

تعلیم

علم اور ذوقِ تحقیق انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حصولِ علم ہر فرد بشر کا بنیادی حق بھی ہے اور فطری ذمہ داری بھی۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ اس حق کے حصول اور اس ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے ہر فرد کی سرپرستی کرے تاکہ ہر شخص آزادانہ تحقیق و جستجو اور آگہی و بصیرت کے ذریعے اپنا مقصدِ تخلیق پورا کرتے ہوئے ارتقاء و کمال کی طرف بڑھ سکے۔

لیکن ——— فروغِ شعور کے ساتھ ساتھ تعمیرِ سیرت و کردار بھی ناگزیر ہے لہٰذا نظامِ تعلیم کو اندر کے انسان کی تربیت کا ذریعہ بھی ہونا چاہیئے۔ جب کہ پاکستان میں رائج نظامِ تعلیم نہ فقط ان مقاصد کو پورا نہیں کرتا بلکہ ان کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بھی ہے۔ ان حالات میں تعلیمی و ثقافتی انقلاب برپا کرنے کے لیے اس نظام تعلیم کو یکسر تبدیل کرنا ہوگا۔

اس مقصد کے حصول کے لیے اسلامی ریاست میں نظامِ تعلیم کا ان خطوط پر استوار ہونا ضروری ہوگا۔

★ نصابِ تعلیم اس نہج پر ترتیب دیا جائیگا کہ:

——— تعلیم اور تربیت کے تمام تقاضے پورے ہوں۔

——— وسعتِ نظر اور ادراکِ حقیقت کے لیے تقابلی مطالعہ پیش کرے۔

——— دنیاوی اور مذہبی تعلیم کے درمیان پیدا کردہ تفاوت دور کرنے کا ذریعہ ہو۔

★ طبقاتی درجہ بندی کے خاتمے کے لیے :

___ نصاب میں یکسانیت ،

___ لباس میں برابری ،

___ ذریعہ تعلیم میں ہم آہنگی اور

___ سہولیات میں مساوات قائم کی جائے گی ۔

★ عمرانی علوم اور فنی تعلیم میں ربط اور توازن پیدا کیا جائے گا تاکہ :

___ سائنس اور ٹیکنالوجی میں پیش رفت کے ساتھ ساتھ انسان شناسی کا شعور بھی پروان چڑھے ۔

___ سائنس کی ترقی انسانی تقاضوں اور اخلاقی اقدار سے گریزاں نہ ہو ۔

اس نظامِ تعلیم کو ثمر آور بنانے کے لیے پاکستان میں درج ذیل اقدامات کئے جائیں گے :

- مذہبی تعلیمی اداروں کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے گا اور عام تعلیمی اداروں کے نصاب اور پروگرام کو مذہبی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے گا
- عام تعلیمی اداروں میں ہر سطح پر اور ہر شعبے میں قومی زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے گا اور اس مقصد کے لیے نصابی کتب اور متعلقہ کتب کا فی الفور قومی زبان میں ترجمہ کیا جائے گا ۔
- ہر سطح پر انگریزی کو بحیثیت لازمی مضمون ختم کر دیا جائے گا اور اس کی جگہ علاقائی زبان کی تعلیم لازمی قرار دے دی جائے گی ۔
- حصولِ تعلیم کے مواقع اور سہولیات لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے یکساں ہوں گے ۔
- لڑکوں اور لڑکیوں کے تعلیمی ادارے الگ الگ قائم کرنے کی کوشش کی جائیگی لیکن جس سطح اور جس مقام پر ایسا نہ ہو سکے وہاں مخلوط تعلیم کی صورت میں اسلامی اقدار و احکام کی سختی سے قانونی بنیادوں پر پابندی کی جائے گی تاکہ تعلیمی ماحول عفت ، پاکیزگی ،

شرافت اور تقویٰ کا آئینہ دار ہو۔

- تعلیمی پالیسی پر مؤثر عملدرآمد کے لیے تعلیمی بجٹ میں ہر ممکن اضافہ کیا جائے گا۔
- میٹرک تک تعلیم لازمی اور بلا معاوضہ ہو گی۔
- فنی تعلیم عام کی جائے گی اور اس شعبہ کی تیز رفتار اور ہمہ گیر ترقی کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کی جائیں گی؛ یہ پیشِ نظر رکھتے ہوئے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں مغرب کی بالادستی کا خاتمہ ہو سکے۔
- عرصۂ تعلیم میں اضافے کے سبب نوجوانوں کے لیے تشکیلِ خاندان میں تاخیر اور مشکلات پیدا ہو چکی ہیں۔ اس سلسلے میں حکومت شادی کے لیے طالب علموں کو آسان شرائط پر خصوصی قرضے فراہم کرے گی۔
- ملازم پیشہ افراد کی تعلیمی اور پیشہ ورانہ قابلیت میں اضافے کے لیے جامع منصوبہ بندی کی جائے گی۔
- شرحِ خواندگی میں اضافے کے لیے تعلیم بالغاں کا ہمہ گیر انقلابی پروگرام شروع کیا جائے گا۔ جس کے تحت مزدوروں، کسانوں، خواتین حتیٰ کہ جیل میں موجود قیدیوں تک کے لیے تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے گا اور اس پروگرام پر عملدرآمد کے لیے باقاعدہ تعلیمی اداروں کے طالب علموں کی صلاحیتوں سے بھی استفادہ کیا جائے گا۔
- ذوقِ مطالعہ کے فروغ اور شوقِ تحقیق کی تکمیل کے لیے تعلیمی اداروں کے علاوہ مقامی اور دیہی سطح پر لائبریریوں کا جال بچھایا جائے گا اور موجود لائبریریوں کا معیار بلند کیا جائے گا۔
- اساتذہ کی پیشہ ورانہ اور نظریاتی تربیت اور اعلیٰ تعلیم کے لیے توسیعی پروگرام شروع کیا جائے گا۔
- اساتذہ کی سنیارٹی ان کی پیشہ ورانہ قابلیت اور تعلیمی خدمات کی بنیاد پر متعین کی جائے گی۔

- تعلیمی ماحول کو بامقصد، پاکیزہ اور ارتقاء پذیر بنانے کے لیے نیز تعلیمی مسائل کے حل کے لیے ایک ایسا نظام وضع کیا جائے گا جس میں اساتذہ، طلبہ اور والدین کی مؤثر شرکت یقینی ہو۔
- طلبہ کے لیے صحت مندانہ غیر نصابی علمی و تفریحی سرگرمیوں کی سرپرستی کی جائے گی البتہ ان سرگرمیوں کو تعلیم و تربیت کے بنیادی نظریاتی مقاصد سے ہم آہنگ رکھا جائیگا۔
- امور مملکت و سیاست میں طلبہ کی مثبت شرکت کی حوصلہ افزائی کی جائے گی نیز ان کے اجتماعی مؤقف اور رائے کو قومی پالیسیوں کی تشکیل میں ملحوظ نظر رکھا جائے گا۔
- میٹرک اور اس سے بالا درجے کے ہر طالب علم کے لیے ابتدائی عسکری تربیت لازمی ہوگی۔
- عربی زبان کی تعلیم و ترویج کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں گے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ قرآن حکیم اور اسلامی تعلیمات کے دیگر سرچشموں سے براہ راست استفادہ کرنے کی صلاحیت حاصل کر سکیں۔
- نظام تعلیم اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام کی سطح علم اور عمومی معلومات میں اضافے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں گے۔
- ملک میں بسنے والے غیر مسلموں کو اپنے لیے تعلیمی ادارے قائم کرنے کی اجازت ہوگی لیکن ان میں مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔
- غیر اسلامی مشنری اداروں کے قیام کی ہرگز اجازت نہیں ہوگی۔
- نظام تعلیم اس طرح سے وضع کیا جائے گا کہ عرصۂ تعلیم ممکن حد تک کم ہو جائے۔

جہاد

اسلام کے بنیادی نظریات و عقائد میں جہاد کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

جہاد اسلام کے فروعِ دین میں سے ہے۔ اس کا مقصد اسلام، مسلمانوں اور سرزمینِ اسلام کا دفاع ہے۔ یہ صفحہ وارض سے ظلم کے خاتمے اور مظلوم کی نجات کے لیے ہے۔ جہاد اللہ کے راستے میں اللہ کے قانون کی بالادستی اور اللہ کے بندوں کی حمایت میں ہے۔

اسلام کے داخلی اور خارجی دشمنوں نے مسلمانوں کو اسلام کے نظریۂ جہاد سے دُور کرنے کی ایسی سازشیں کی ہیں کہ آج مسلمان رُوحِ جہاد سے عاری ہو چکے ہیں۔ اسی سبب سے مسلمان ذلت و پستی کے گڑھے میں جا پڑے ہیں۔ مسلمانوں کی نجات جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت زندہ کیے بغیر ممکن نہیں۔ جہاد پوری امت کا فریضہ ہے۔ کسی ایک گروہ کی ذمہ داری نہیں۔ البتہ دورِ حاضر میں فوجی اور عسکری تربیت اور فوجی ٹیکنالوجی میں تیز رفتار ترقی نے باقاعدہ اور مستقل فوج کی ضرورت سے دوچار کر دیا ہے۔ لہٰذا مستقل فوج آج کی اسلامی ریاست کی بھی ناگزیر ضرورت ہے لیکن جہاد کے اسلامی فلسفے کا تقاضا ہے کہ یہ فوج کاملاً نظریاتی ہو اور ساتھ ساتھ عوام کی فوجی تربیت کا بھی مؤثر نظام ضروری ہے تاکہ اسلامی جہاد کے تمام تر تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔ جبکہ پاکستان میں صورتحال یہ ہے کہ فوج عملاً غیر نظریاتی ہو کر رہ گئی ہے۔ اسے عوام سے کاٹ کر سامراج کی عالمی حکمتِ عملی کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔

ان حالات میں پاکستان میں نظامِ جہاد کو ان بنیادوں پر از سرِ نو استوار کیا جائے گا

★ پاکستان کی تمام افواج کا

ڈھانچہ، نظامِ تربیت، حربی حکمتِ عملیاں اور اہداف کا اسلامی مقاصد

اور اسلامی ریاست کی ضروریات کے اعتبار سے نئے سرے سے تعین کیا جائیگا۔

★ مسلح افواج اور عوام کے درمیان حائل فاصلوں کو کم کرنے اور جہاد کی ذمہ داریوں سے باحسن عہدہ برآ ہونے کے لیے "عوامی اسلامی فوج" تیار کی جائے گی۔

★ فوجی قوانین پر نظرثانی کر کے اسلامی احکام کی روشنی میں نئے قوانین وضع کیے جائینگے۔

★ فوج میں درجہ بندی کے موجودہ طریقے کو یکسر تبدیل کر کے ذمہ داری کے اعتبار سے عہدوں کا اصول اپنایا جائے گا۔

★ بیرون ملک فوجی خدمات کی شرائط کا تعین اسلامی مفاد اور ملکی تقاضوں کی روشنی میں کیا جائیگا۔

★ پاکستانی فوج آمر حکمرانوں کے اقتدار کے تحفظ اور ایسے کسی بھی سامراجی مفاد کے لیے ہرگز استعمال نہیں کی جائے گی۔ البتہ اسلامی مفادات مثلاً قبلۂ اول کی آزادی کیلئے پاکستانی فوج بیرون ملک خدمات سرانجام دے سکے گی۔

★ سیاسی عمل میں فوجی مداخلت کے خاتمے کو یقینی بنانے کے لیے موثر حکمتِ عملی ترتیب دی جائیگی۔

مذکورہ مقاصد و اہداف کے حصول کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات بھی کیے جائیں گے۔

- ملک کے تمام صحت مند مردوں کی لازمی فوجی تربیت کا انتظام کیا جائے گا۔
- ہر بالغ پاکستانی مرد کو دو سال کے لیے لازمی فوجی خدمت کا قانون نافذ کیا جائے گا اس طرح دس کروڑ کی آبادی کے لیے پہلے دو سال میں بیس لاکھ عوامی اسلامی فوج مہیا ہو جائے گی۔
- دفاعی صنعتوں میں خود کفالت کے لیے تیز رفتار اقدامات کیے جائیں گے۔ اس مقصد کے لیے ٹیکنالوجی اور ریسرچ کے لیے مناسب رقوم مختص کی جائیں گی۔
- بڑی فوجی صنعتوں کا قیام عمل میں لایا جائے گا اور اس مقصد کے لیے جہاں اور جس حد تک ضروری ہوا نظریاتی اسلامی ممالک کے ساتھ مشترکہ منصوبے شروع کیے جائینگے۔
- غیر ممالک میں اسوقت فوجی خدمات سرانجام دینے والے تمام پاکستانیوں کو فی الفور واپس بلالیا جائیگا۔

حقوقِ عامہ

آزادی ہرانسان کا فطری اور اسلامی حق ہے اس لیے کہ انسان فاعلِ مختار پیدا کیا گیا ہے لیکن آزادی کا مفہوم کسی قانون اور ضابطے کے بغیر منفی بھی ہے اور ناقابلِ عمل بھی۔ انسان کو یہی آزادی اسے کچھ حقوق و مراعات عطا کرتی ہے۔ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ مفادِ اسلامی کے تقاضوں کی روشنی میں ہر فرد کی آزادی کا تحفظ اور اس کے حقوق کی نگہداشت کرے، اس طرح سے کہ کسی دوسرے کی آزادی اور حق پر آنچ نہ آنے پائے۔

آزادی کے اس مفہوم کی روشنی میں پاکستان کے شہریوں کو مندرجہ ذیل حقوق کی ضمانت دی جائے گی:

★ ہر شخص کو اپنے ضمیر کے مطابق عقیدہ اور مذہب کے اختیار کی آزادی ہوگی۔

★ ہر شخص کو اپنی مذہبی رسوم کی بجاآوری اور تبلیغ کی آزادی فراہم کی جائے گی جیسے عید میلاد النبیؐ اور عزاداری وغیرہ۔

★ ہر شخص کو حصولِ انصاف کے یکساں مواقع حاصل ہوں گے۔

★ ہر شہری کو روزگار، تعلیم اور صحت کا تحفظ فراہم کیا جائے گا نیز اس بات کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے کہ ہر شہری کی خوراک، لباس اور رہائش کی ضروریات پوری ہو سکیں۔

★ سماجی، سیاسی، ثقافتی اور معاشی میدان میں عورتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔

★ حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ ہر شہری کی جان و مال اور عزت کو تحفظ فراہم کرنے

★ ہر شہری کو نقل و حرکت، تحریر و تقریر، اجتماع اور تنظیم سازی کی آزادی حاصل ہو گی۔

★ شہریوں کے ذاتی خطوط اور ٹیلیفون گفتگو وغیرہ کی رازداری کا تحفظ کیا جائے گا۔

★ کھلی عدالت میں مقدمہ چلائے بغیر کسی شخص کو گرفتار یا نظر بند نہیں رکھا جا سکے گا۔

ثقافت

نظریاتی اور عملی لحاظ سے اسلام اپنی نہایت قیمتی، ترقی یافتہ اور متنوع ثقافت رکھتا ہے۔ آج مجموعی طور پر انسانی معاشرہ ثقافتی المیے سے دوچار ہے۔ ثقافت بڑی طاقتوں کے سامراجی مقاصد کا ذریعہ بن چکی ہے اور ثقافت ہی انسانی صلاحیتوں اور فکر و ذہن کے انحراف اور خاتمے کا وسیلہ بن چکی ہے۔ ضروری ہے کہ اسلامی ریاست میں خود اس کی بقا اور ترقی کے لیے اجتماعی اور انفرادی حوالے سے اسلام کی زبردست طاقتور اور متحرک نظریاتی ثقافت کو فروغ دیا جائے۔

اسلامی ثقافت کی بنیادیں یہ ہیں:

(۱) اسلام کے احکام اور تعلیمات اسلامی ثقافت کی بنیاد ہیں۔ اسلام کے اجتماعی اور انفرادی ضوابط اسلامی ثقافت کی حدود متعین کرتے ہیں۔

(۲) اسلام کے نزدیک انسان محض ایک لوہے کی مشین نہیں بلکہ یہ دل بھی رکھتا ہے اور دماغ بھی۔ اس کے روحانی اور معنوی تقاضے بھی ہیں۔

(۳) اسلام کے نزدیک تفریح برائے تفریح کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ اسلام ثقافت کے تفریحی اور جمالیاتی پہلو کے تکامل وارتقاء کے لیے ایک ناگزیر معاون و مددگار سمجھتا ہے

(۴) اسلام اپنے فروغ کے لیے اپنی ثقافت کو ایک نہایت اہم اور مؤثر ذریعہ سمجھتا ہے نیز اس کے ساتھ ساتھ اسلام اپنے ثقافتی پروگرام کے ذریعے علم و آگہی کی سطح بلند کرتا ہے۔

(۵) اسلام انسان کے فطری تقاضوں کو دبانے پر نہیں بلکہ انہیں باقاعدہ و باضابطہ

بنانے پر یقین رکھتا ہے۔

اسلامی ثقافت کے انہی اصولوں اور بنیادوں کی روشنی میں پاکستان کو حقیقی اسلامی ریاست کے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اس محاذ پر یہ اقدامات کیے جائیں گے :۔

- تمام غیر ملکی ثقافتی معاہدوں پر نظر ثانی کی جائے گی اور پاکستان کی اسلامی اساس سے متصادم غیر ملکی ثقافتی سرگرمیوں کو بند کر دیا جائے گا۔
- ثقافت کے نام پر اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے فحاشی، عریانی، بے حیائی اور دیگر اخلاقی گمراہیوں کی ترویج کو کچل دیا جائے گا۔
- علاقائی زبانوں اور ثقافتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔
- شعر و سخن اور فنون لطیفہ کے دیگر شعبوں کی سرپرستی کی جائے گی۔
- ملک میں ایک ایسا ماحول مہیا کیا جائے گا کہ فنکار معاشی اور سیاسی جبر سے آزاد ہو کر معاشرہ کی تعمیر و ترقی کے لیے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کر سکیں۔
- صحت مندانہ کھیل اور تفریحی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

متفرقات

صحت پالیسی

صحت پالیسی کے بنیادی نکات یہ ہوں گے۔

- جسمانی اور ذہنی صحت ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔
- علاج کی بجائے مدافعت (PREVENTION) کا اصول اپنایا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے ماحول کی پاکیزگی اور صفائی کا مؤثر اہتمام کیا جائے گا۔
- تمام آبادی کا سالانہ طبی معائنہ حکومت کے ذمہ ہوگا۔
- میڈیکل کی بنیادی تعلیم میٹرک تک کے لیے لازمی ہوگی۔
- پیرا میڈیکل سٹاف میں خاطر خواہ اضافہ کر کے عوام کے علاج معالجے کی ضروریات کو پورا کیا جائے گا۔
- گھر گھر طبی سہولیات پہنچانا حکومت کی ذمہ داری ہوگی۔
- طبِ اسلامی کو رواج دیا جائے گا۔
- ادویات سازی کی صنعت کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے گا تاکہ عوام کو معیاری اور سستی ادویات میسر آ سکیں۔
- میڈیکل ٹیکنالوجی کو فروغ دیا جائے گا۔

اوقاف

- اوقاف جس مسلک کے افراد سے متعلقہ ہوں گے ان کا انتظام و انصرام اسی مسلک کے پیروکاروں کے سپرد کیا جائے گا۔

خاندان

• خاندان اسلامی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ اس کی تشکیل، استحکام اور تقدس کو قائم اور برقرار رکھا جائے گا۔

دیہی علاقوں کی ترقی

پاکستان میں مجموعی طور پر دیہی علاقوں کی حالت بہت پس ماندہ ہے جبکہ تقریباً ستر فیصد عوام دیہی علاقوں میں بستے ہیں۔ غلط اقتصادی منصوبہ بندی اور سہولیات کی غیر متوازن فراہمی کی وجہ سے ملک کی زراعت روبہ زوال ہے اور شہروں کی طرف نقل مکانی کا عمل تیزی سے جاری ہے۔ اس کے باعث خود شہروں کی حالت مزید ابتر ہو رہی ہے۔ اس صورتِ حال کی اصلاح اور دیہی ترقی کے لیے زرعی پالیسی اور دیگر عنوانات کے تحت دیئے گئے امور کے علاوہ مندرجہ ذیل اقدامات کیے جائیں گے۔

• دیہی علاقوں میں زرعی بنیاد کی حامل صنعتوں (AGRO BASED INDUSTRIES) کا جال بچھا دیا جائے گا۔

• بجلی کی فراہمی میں دیہی علاقوں کو ترجیح دی جائے گی۔

• دیہات کو سڑکوں کے ذریعے منڈیوں اور شہروں سے منسلک کر دیا جائے گا

• دیہات کی تعلیمی ضروریات کو ترجیحی بنیادوں پر پورا کیا جائے گا۔

پولیس

• پولیس کی از سرِ نو تشکیل و تنظیم کی جائے گی۔ اس مقصد کے لیے پولیس میں درجہ بندی کو کم سے کم تر کر دیا جائے گا۔ بھرتی کے نظام میں بھی بنیادی تبدیلیاں عمل میں لائی جائیں گی۔

- پولیس کی دینی بنیادوں پر مؤثر تربیت کی جائے گی اور اسے معاشرتی امن و سکون اور عدل اجتماعی کا ہمدرد محافظ بنایا جائے گا۔
- پولیس میں ترقی کے لیے تقویٰ و پرہیزگاری اور عوامی خدمت کو بنیادی اہمیت دی جائے گی۔
- پولیس حکومت کی نہیں بلکہ قانون اور عوام کی محافظ ہوگی۔
- دورانِ تفتیش ہر قسم کے تشدد کو سختی سے ختم کر دیا جائے گا۔
- ملزم کے اعزا و اقربا کو پریشان کیے جانے کے عمل کا سختی سے خاتمہ کر دیا جائے گا۔

قید خانے

- قید خانوں اور جیلوں کے نظام میں انقلابی تبدیلیاں کی جائیں گی اور انہیں تصورِ اسلام کے مطابق مراکزِ اصلاح میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ ان کی عمارات کو انسانوں کے رہنے کے قابل بنایا جائے گا نیز ان کا نام بھی تبدیل کر دیا جائے گا۔
- ان میں ہر قسم کے تشدد اور غیر انسانی و غیر اسلامی سلوک کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔
- مراکزِ اصلاح کے عملے کو جدید اسلامی تقاضوں کی روشنی میں تربیت دی جائے گی۔
- مجرموں اور قیدیوں کی اسلامی تربیت کا اہتمام کیا جائے گا۔
- ان پڑھ اور بے ہنر قیدیوں کی تعلیم اور فنی تربیت کا انتظام کیا جائے گا۔
- وہ مجرم اور قیدی جو اپنے اہلِ ذمہ کی کفالت نہ کر سکیں گے ان کے اہلِ ذمہ کی کفالت حکومت کرے گی۔
- شادی شدہ قیدیوں کو اپنے ازدواجی فرائض کی ادائیگی کے لیے مناسب سہولیات فراہم کی جائیں گی۔
- قیدیوں کو قوم پر مالی طور پر بوجھ بنانے کی بجائے انہیں ان کی صلاحیتوں کے مطابق روزگار کی فراہمی کے مناسب اقدامات کیے جائیں گے۔

اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰہِ

موقف

مسئلہ کشمیر

تقسیم ہندوستان کے طے شدہ اصول کی بنیاد پر کشمیر پاکستان کا جزو لاینفک ہے
شروع ہی سے برطانیہ اور کانگرس کی ملی بھگت سے آزادئ کشمیر کا طے شدہ مسئلہ
الجھ کر رہ گیا ۔ فوجی مداخلت کے ذریعے بھارت نے کشمیر کے وسیع حصے پر تسلط قائم
کر لیا ۔ آج بھی کشمیر کا ایک حصّہ آزاد ہے مگر بیشتر حصّہ بھارت کے غاصبانہ قبضے میں
ہے ۔ جس کے نتیجے میں کشمیر کے مظلوم عوام ہر لحاظ سے ایک ہونے کے باوجود تقسیم
ہو کر رہ گئے ہیں اور مقبوضہ کشمیر کے عوام خاص طور پر اپنی آزادی کی طویل جدوجہد میں
بے پناہ قربانیاں پیش کر چکے ہیں ۔

یہ مسئلہ بین الاقوامی اداروں تک پہنچا تو انہوں نے بھی اصولی طور پر پاکستان کا
مؤقف تسلیم کر لیا ۔ اقوام متحدہ نے کشمیر میں استصوابِ رائے اور حقِ خودارادیت کا
موقع فراہم کرنے کے حق میں قراردادیں پاس کیں ۔ مگر بھارت نے بین الاقوامی رائے
عامہ کو بھی درخورِ اعتنا نہ جانا ۔

پاکستان کو یہ مسئلہ زندہ رکھنے اور کشمیر کی آزادی کے لیے ہر میدان میں کوشش
کرنے کا حق ہے ۔ البتہ یہ بات افسوسناک ہے کہ پاکستان کے حکمرانوں نے بیشتر
اس مسئلے کو اپنے سیاسی مفادات کے لیے استعمال کیا یا پھر اسے سرد خانے میں ڈالے
رکھا لہٰذا کشمیری عوام کو چاہیئے کہ وہ حکومتوں کی امید پر خاموش نہ بیٹھے رہیں ورنہ ذلت
وغلامی کا یہ عرصہ طویل سے طویل تر ہوتا چلا جائے گا ۔

پاکستان کے عوام کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ملک کے اس حصّے کی آزادی کیلئے قیام کریں

بھارت کے مسلمان

پاکستان کی آزادی اور قیام کے لیے ہندوستان کے تمام علاقوں کے مسلمانوں نے جدوجہد کی لیکن قیامِ پاکستان کے بعد مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھارت میں رہ گئی۔ بھارت کے متعصب ہندو کبھی بھی قیامِ پاکستان کے حق میں نہ تھے۔ لہٰذا جہاں پاک بھارت تعلقات میں ان کی یہ ذہنیت کارفرما رہی ہے وہاں وہ بھارتی مسلمانوں سے انتقام لینے کی پالیسی پر بھی عمل پیرا رہے ہیں۔ آزادیٔ پاکستان کے بعد سے اب تک سینکڑوں مرتبہ بھارتی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی ہے اور مسلم کش فسادات برپا کئے گئے ہیں اور بھارت کے مسلمان مسلسل عدم تحفظ کے عالم میں کس مپرسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ بھارتی حکومت مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنے میں قطعاً ناکام ثابت ہو چکی ہے۔

پاکستان کی آزادی ہندوستان کے مسلمانوں کے ایک حصّے کی آزادی تھی اور آزادی حاصل کرنے والے مسلمانوں کی ذمہ داری تھی کہ آزادی کی اس جنگ میں شریک اپنے دیگر بھائیوں کی نجات یا کم از کم ان کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کرتے لیکن یہ ایک المیہ ہے کہ پاکستان کا حکمران ٹولہ اپنی اس ذمہ داری سے مجرمانہ غفلت کا شکار رہا ہے۔ ہمارے حکمرانوں نے بھارت کے مسلم کش فسادات کو عملاً بھارت کا "اندرونی معاملہ" قرار دے رکھا ہے یہاں تک کہ ہمارے حکمران بھارتی مسلمانوں کی بین الاقوامی سطح پر زبانی حمایت سے بھی دستبردار ہو چکے ہیں۔

پاکستان کے مسلمان عوام کو چاہیئے کہ بھارت میں موجود اپنے مظلوم بھائیوں

کی نجات کے لیے اجتماعی جدوجہد کا آغاز[1] کریں۔ البتہ یہ امر واقعہ ہے کہ بھارتی مسلمانوں کی نجات کے لیے پاکستان میں اسلام اور مسلمانوں کا درد رکھنے والی حقیقی اسلامی حکومت کا قیام ناگزیر ہے۔

---

[1] وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ج وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ج وَّاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا ۵

تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان ستم رسیدہ مردوں، عورتوں اور بچوں کے لیے جنگ نہیں کرتے کہ جو کہتے ہیں پروردگارا! ہمیں اس بستی سے نکال کر جہاں کے رہنے والے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا سرپرست بنا اور اپنی جانب سے کسی کو ہمارا مددگار قرار دے۔

(نساء - ۷۵)

مسئلہ افغانستان

ہمارے ہمسایہ مسلمان ملک افغانستان میں ۲۸ اپریل ۱۹۷۸ء کو روس کی سرپرستی میں ایک کمیونسٹ انقلاب برپا ہوا۔ اس انقلاب کو افغان مسلمانوں کی عظیم اور غالب اکثریت کی حمایت ہرگز حاصل نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ افغان عوام نے حکومت پر قابض کمیونسٹوں کے خلاف مسلح مزاحمت کا آغاز کر دیا جس کے نتیجہ میں روس نے اپنی کاشتہ حکومت کی بقاء کے لیے دسمبر ۱۹۷۹ء میں اپنے فوجی دستے بڑی تعداد میں افغانستان میں داخل کر دیئے۔ روس کے ان فوجیوں نے افغان مسلم عوام پر بے پناہ مظالم کا آغاز کر دیا۔ یہ ظلم وستم لاکھوں افغان عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کی کس مپرسی کے عالم میں پاکستان، ایران، اور دیگر ممالک کی طرف ہجرت کا سبب بنا۔

افغان عوام کے خلاف روس کی یہ شرمناک فوجی جارحیت انسانی تقاضوں کی پامالی اور بین الاقوامی اور تمام اخلاقی اصولوں کی سنگین خلاف ورزی ہے۔

دوسری جانب مظلوم اور کم وسائل افغان عوام کی مسلح جد وجہد دفاع کے انسانی تقاضوں، جہاد کے اسلامی اصولوں اور آزادی کے مسلمہ بین الاقوامی قوانین کے عین مطابق ہے۔

اس مسئلہ کا ایک اور دردناک پہلو یہ ہے کہ دیگر سامراجی قوتوں نے افغان عوام کی بے بسی اور مظلومیت نیز افغان مسلم حریت پسند شہداء کے مقدس لہو کو اپنے مذموم استحصالی مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ قضیۂ افغانستان میں نام نہاد امن کی تمام کوششیں مظلوموں کی دادرسی کے برعکس اس کی منافقانہ سامراجی ذہنیت کے تناظر میں

سمجھا جانا چاہیئے کیونکہ فلسطینی مسلمانوں کے حقیقی قاتل اسلام دشمن امریکہ کو افغان مسلمانوں کا خیر خواہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے ۔ لہٰذا افغانستان میں روسی پٹھو حکومت کے خاتمہ کے بعد ایک امریکی پٹھو حکومت کا قیام افغان مسلم انقلابی عوام کی جد و جہد اور مسلم شہداء کے خون سے غداری کے مترادف ہوگا ۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ خود افغان رہنما امریکی مفادات کو یکسر ٹھکرا کر اللہ کے بھروسے پر اپنی متحدہ طاقت سے افغانستان کی آزادی کی جدوجہد جاری رکھیں ۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ دُنیا بھر کے مسلمان اور حریت پسند عوام مظلوم افغانوں کی عملی مدد کے لیے آگے بڑھیں ۔

ہمیں یقین ہے کہ مسئلہ افغانستان کا ایک حقیقی اور پائیدار حل اُس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ :

- روسی جارح افواج فی الفور واپس نہیں چلی جاتیں ۔
- امریکہ اس مسئلہ میں سازشانہ جوڑ توڑ سے باز نہیں آتا ۔
- تمام افغان مہاجرین اپنے وطن میں باعزت طور پر واپس نہیں چلے جاتے ۔
- افغان عوام کے تمام حقیقی نمائندوں کی شرکت سے کوئی نمائندہ حکومت قائم نہیں ہو جاتی ۔
- افغانستان کا آزاد، غیر جانبدارانہ اور اسلامی تشخص بحال نہیں ہو جاتا ۔

انقلاب اسلامی ایران

۱۱، فروری ۱۹۷۹ء کو ایران میں اسلامی قیادت میں بھرپور عوامی جدوجہد کے نتیجے میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا ہوا ہے۔ یہ انقلاب موجودہ دور کا ایک انتہائی اہم واقعہ ہے۔ پاکستان کے ایک ہمسایہ اور اسلامی ملک میں رونما ہونے والے اس انقلاب سے فطری طور پر ہمارا ملک اور ہمارے عوام لاتعلق نہیں رہ سکتے اور نہ اس کے اثرات کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ایران سے ہمارے تاریخی، تہذیبی، مذہبی، لسانی، نظریاتی اور جغرافیائی روابط ہیں۔

اس انقلاب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عوامی اتحاد میں یہ قوت موجود ہے کہ وہ جدید نوآبادیاتی نظام کی جڑیں اکھاڑ کر رکھ دے۔ اس انقلاب کی کامیابی میں ایک بابصیرت پاکباز مجاہد اسلامی قیادت[1] اور عوام میں اسلامی جذبے کے کردار کو ہرگز

---

[1] مکتب جعفری کے نقطۂ نظر سے امام خمینی (دامت برکاتہ الشریف) کی ولولہ انگیز قیادت اور ان پر عوام کے بے پناہ اعتماد کی ایک نہایت اہم اور بنیادی وجہ فقہ جعفری میں زندہ، متحرک اور مسلسل اجتہاد اور نظریہ ولایت فقیہ ہے۔ اس نظریے کے مطابق آئمہ اہل بیت علیہم السلام میں سے آخری اور بارہویں امام، حضرت امام مہدی علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں اسلامی معاشرے کی رہبری اور قیادت کا حق اور ذمہ داری ایسے اعلم مجتہد کی ہے جو بصیرت، آگاہی، عدالت، تدبر اور نظم و نسق کی اعلیٰ صلاحیتوں کا حامل ہو۔ نیز وہ عادل، متقی اور مجاہد ہو۔ ایسے رہبر و قائد کو "ولی فقیہ" کہا جاتا ہے۔

نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

انقلاب کی کامیابی کے بعد ایران کے اندر رونما ہونے والی ہمہ گیر معاشرتی تبدیلیوں نے اس امر کو بھی پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ انقلاب کی تحریک کھوکھلے نعروں پر نہیں بلکہ اسلام سے حقیقی وابستگی اور گہرے شعور پر مبنی تھی۔

انقلاب کے بعد ایران میں قائم ہونے والی اسلامی حکومت نے عملاً لاشرقیہ ولاغربیہ کا جرأت مندانہ اور ایثار طلب موقف اختیار کر کے دنیا بھر کی پسماندہ قوموں کو زبردست اعتماد عطا کیا ہے اور سامراجی پراپگنڈا پر مبنی اس نظریے کو باطل کر دیا ہے کہ کوئی حکومت مشرق و مغرب کی سرپرستی قبول کیے بغیر قائم نہیں ہو سکتی۔

علاوہ ازیں وحدتِ مسلمین، سامراج دشمنی، اسلامی تحریکوں کی حمایت و تعاون اور دنیا بھر کے مظلوموں اور محروموں کی حمایت کی پالیسی اپنا کر ایران کے اسلامی انقلاب نے دورِ حاضر میں اسلامی حکومت اور اسلامی تحریک کے ناگزیر طرزِ عمل کو مشخص کیا ہے، نیز انقلاب نے عالمی اسلامی حکومت اور عالمی اسلامی قیادت کا تصور اُبھار کر جغرافیائی، لسانی، نسلی اور ایسی دیگر حد بندیوں پر خطِّ بطلان کھینچ دیا ہے۔

اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ عالمی سیاست کے علاوہ دنیا کے مختلف خطّوں بالخصوص مسلم علاقوں اور مسلمان عوام پر اس انقلاب نے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اسی طرح پاکستان کے عوام پر بھی اس انقلاب نے اپنے مجموعی اثرات ڈالے ہیں دوسری طرف انقلاب کے پیغام اور اثرات کو روکنے کے لیے تمام عالمی سامراجی اور طاغوتی طاقتوں نے ایکا کر لیا ہے۔ وہ ثقافتی، تبلیغاتی، اقتصادی اور فوجی ہر لحاظ سے انقلاب کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔

اس ضمن میں یہ ایک دردناک حقیقت ہے کہ مسلمان خطوں میں ان طاقتوں کے ایجنٹ حکمرانوں اور دیگر افراد نے بھی مسلسل اس انقلاب کو بدنام اور ناکام کرنے کی کاوشوں میں حصہ لیا ہے۔

ان حالات اور اس پس منظر میں ضروری ہے کہ پاکستان کے عوام اور حکومت ہر محاذ پر کھل کر اس اسلامی انقلاب اور ایران کی اسلامی حکومت کی نہ صرف حمایت کریں بلکہ عملی تعاون بھی کریں۔

نیز خود پاکستان کو جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے کے باوجود تاحال اسلامی نظام سے محروم ہے، ایران کے ان تجربات سے عملی اور نظریاتی طور پر استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔

مُسلم اقلیتیں

مسلمان، خواہ دنیا کے کسی بھی جغرافیائی خطّے کا باسی ہو، ایک عظیم امت کا
جزولاینفک ہے۔ لہٰذا کسی بھی ظلم کسی مسلمان پر، اس کے مسلمان ہونے کی بنیاد پر
ظلم وستم درحقیقت اس امتِ واحدہ کا مسئلہ ہے اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں
کہ وہ اس مسئلہ سے چشم پوشی کرے۔

وسطی ایشیا، جنوب مشرقی ایشیا، یورپ اور دیگر کئی ایک خطوں کہ جن میں روس،
بھارت، برما، فلپائن، بلغاریہ اور یوگوسلاویہ وغیرہ جیسے ممالک شامل ہیں، بس
مسلمانوں کو ان کے عقیدہ و نظریہ کی بنیاد پر قتل و غارتگری، جبر و تشدد اور تعصّب کا
نشانہ بنایا جارہا ہے۔

ایسے مختلف ممالک میں مسلمان اقلیتوں سے غیر انسانی سلوک ساری اُمتِ مسلمہ
کا دُکھ ہے۔ اس لحاظ سے مسلمان حکمرانوں پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے
ان ایمانی بھائیوں کے تحفظ کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ چاہے اس کی بڑی قیمت ہی
ادا کیوں نہ کرنی پڑے۔ مسلمان حکمران اس سنگین مسئلے کو دوسرے ممالک کے
اندرونی معاملات میں مداخلت کا نام دے کر اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش نہیں ہو
سکتے کیونکہ یہ اسلامی اور انسانی مسئلہ ہے۔

دوسری طرف ان ممالک کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنی مسلمان اقلیت کی جان، مال
اور عزت کی حفاظت کریں اور ایسا ماحول پیدا کریں کہ جس میں مسلمان اقلیتیں اپنے
عقائد کے مطابق آزادانہ اور بے خوف و خطر اپنے مذہبی امور بجا لاسکیں۔

اس ضمن میں سب سے بڑھ کر مسلمان امت کی ذمہ داری ہے
چاہیئے کہ وہ دنیا کے تمام مسلمانوں خصوصاً ظلم و ستم اور تعصب کا شکار
اپنے بھائیوں کے حالات سے باخبر رہے۔ افراد امت کی ذمہ داری ہے کہ وہ
اپنے مسلمان بھائیوں کے رنج و الم میں ان کی مدد کے لیے تیار رہیں اور حتمی طور
ان کی نجات کے لیے اقدام کریں۔

مسئلہ قومیت

اسلام کے ہاں رنگ، نسل، زبان اور علاقہ کی بنیاد پر انسانوں کی تفریق کسی طور پر بھی روا نہیں[1] بلکہ اسلام صرف اور صرف دین کو انسانی وحدت کی بنیاد تصور کرتا ہے۔ اسلام کا یہ فلسفۂ قومیت نہایت منطقی ہے[2]۔

یہ امر واقعی ہے کہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں الگ الگ رنگوں اور جدا جدا زبانیں بولنے والے لوگ بستے ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ علاقوں کے باسی دیگر علاقوں کی نسبت زیادہ غربت اور پسماندگی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیئے گئے ہیں مگر ان لوگوں کی اس غربت و محرومی کی وجہ دوسرے علاقوں کے عوام نہیں ہیں بلکہ اس کا سبب زیادہ تر خود انہی کی نسل سے تعلق رکھنے والا اور انہی کی زبان بولنے والا بالادست استحصالی طبقہ ہے۔ ظالموں اور جابروں کے یہ طبقات ہر علاقہ ہر گروہ اور ہر نسل میں موجود ہیں۔ لہذا عوامی جدوجہد اور عوامی جنگ کا رُخ اس

---

[1] رسول اللہ ؐ نے فرمایا : لا فخر لعرب علی عجمٍ و لا لِأَبْیَض علی الأَسْوَد
کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی برتری حاصل نہیں۔

[2] یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ
اے انسانو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت کی صورت میں پیدا کیا اور تمہارے شعوب و قبائل بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو جبکہ اللہ کے نزدیک تم میں سے وہی بزرگوار ہے جو تقویٰ میں ممتاز ہے (حجرات - ۱۳)

استحصالی ٹولہ کی طرف ہونا چاہیئے۔

اسلام مختلف تہذیبی، نسلی اور جغرافیائی گروہوں کے درمیان ایک ایسا بندھن ہے جو ان سب گروہوں کے سب محروموں اور مظلوموں کو متحد کر کے جابر و حاکم استحصالی طبقوں کے خلاف جدوجہد اور انقلاب کا درس دیتا ہے۔

لہٰذا ہمارے نزدیک ظالم نہ تو کسی قوم کا نمائندہ ہوتا ہے اور نہ قومیت کا۔ اس کے ظلم کو اس کے "حوالہ گروہ" سے منسوب کرنا کسی طور بھی مناسب نہیں ہے۔

آج پاکستان میں چھوٹے صوبوں کے احساس محرومی کا چرچا ہے۔ اس کا سبب کسی بڑے صوبے کے عوام نہیں کیونکہ وہ تو خود بھی ظلم اور استحصال کا شکار ہیں بلکہ اس کا سبب وہ طبقہ ہے جو ہر علاقے اور نسل کے بدباطن اور عوام دشمن افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔

اس لیے ——— پاکستان کے مختلف صوبوں کے عوام کو متحد ہو کر غربت، ظلم اور پسماندگی سے نجات کے لیے اس طبقہ کے خلاف جنگ کا آغاز کرنا ہو گا جو نسلی اور علاقائی ترجیحات سے بالاتر ہو کر تمام پاکستانیوں کا یکساں استحصال کر رہا ہے۔

بین الاقوامی ادارے

موجودہ بین الاقوامی اداروں اور تنظیموں کا سرسری جائزہ بھی اس حقیقت کی نشاندہی کے لیے کافی ہے کہ "عالمی امن کے قیام" اور "انسانی ترقی اور خوشحالی" کے نام پر قائم یہ ادارے اور تنظیمیں ان مقاصد کے حصول میں یکسر ناکام ہو چکی ہیں اس ناکامی کی نمایاں وجہ ان اداروں پر چند "بڑوں" کا تسلط ہے۔ جس کی وجہ سے یہ تنظیمیں تمام اقوام کی فلاح و بہبود کی بجائے چند بڑی طاقتوں کے استعماری مفادات کے تحفظ کا آلہ کار بن چکی ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ان اداروں پر بڑی طاقتوں کی اجارہ داری اور ظالمانہ گرفت کا خاتمہ ہو اور تمام اقوام کو برابری، مساوات اور پرامن بقائے باہمی کی بنیاد پر ان میں آزادانہ اور بھرپور کردار ادا کرنے کے مواقع میسر ہوں تاکہ دنیا کے تمام عوام یکساں طور پر امن اور ترقی کی برکتوں سے فیض یاب ہو سکیں۔ اس مقصد کے لیے ناگزیر ہے کہ ایک نیا عادلانہ عالمی سیاسی اور معاشی نظام معرض وجود میں لایا جائے ——— ایسا نظام کہ جو رقبہ، آبادی اور اقتصادی و فوجی طاقت کے حوالے سے ممالک میں امتیاز کا قائل نہ ہو۔

- ہم یقین رکھتے ہیں کہ: ——— موجودہ حالات میں بین الاقوامی تنظیمیں اور ادارے فقط قوموں کی آرزو اور التماس سے اپنا حقیقی کردار ادا کرنے کے قابل نہیں ہو سکتے بلکہ اس کے لیے غریب، مظلوم اور پسماندہ اقوام کو باہمی ہم آہنگی اور جرأت و استقامت کے ساتھ سامراجی تسلط کے خاتمہ کے لیے جدوجہد کرنا ہوگی۔

مسئلہ فلسطین

خلافت عثمانیہ کی تباہی کے لیے اُس وقت کی سب سے بڑی سامراجی طاقت برطانیہ نے اقدامات کیئے۔ اس مقصد کے لیے اُس نے منافقوں کی مدد سے علیحدگی کی مختلف تحریکوں کی بنیاد رکھی۔ نتیجتاً خلافتِ عثمانیہ کے حصے بخرے ہو گئے۔ شام بھی اس کا ایک حصہ تھا۔ شام کو مزید کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ فلسطین کو اس سے الگ کر دیا گیا۔ اس سلسلے میں برطانیہ کا سیاہ ترین منصوبہ مسلمانوں کی ارضِ فلسطین پر ایک صہیونی ریاست کا قیام تھا۔ یہ ریاست عالمی صہیونی تحریک سے ہم آہنگی کے ساتھ ۱۹۴۸ء میں معرضِ وجود میں آئی اور ساتھ ہی لاکھوں فلسطینی مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے اپنی سرزمین سے دربدر ہو گئے۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اگر مغربی سامراج نے اس صہیونی ریاست کی تشکیل کے لیے نمایاں کردار ادا کیا ہے تو مشرقی سامراج بھی اس میں اپنا حصہ ادا کرنے میں پیچھے نہیں رہا۔ اس نے فلسطین میں روسی یہودیوں کی آبادکاری میں بھرپور مدد کی۔ اس طرح اسرائیل کے نام پر صرف ایک ناجائز ملک تشکیل نہیں دیا گیا بلکہ طولِ تاریخ میں یہودیوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں پہنچنے والی ہزیمتوں کے طویل اور سنگین انتقام کی بنیاد رکھ دی گئی۔

اس وقت تک عالمی سامراج بالخصوص امریکہ کی سرپرستی میں اسرائیل مسلمانوں کے خلاف تین چار جارحانہ جنگیں لڑ چکا ہے۔ فلسطین اور دیگر عرب مسلمانوں پر اسرائیل کے مظالم تاریخِ انسانی کا دردناک باب ہیں۔ اسرائیل مسلسل عالمی سامراج کے پالتو غنڈے کا کردار ادا کر رہا ہے۔

اسرائیل کے مقابلے اور فلسطینی عوام کے حقوق کی بحالی کے لیے تنظیم آزادیِ فلسطین

کے نام پر ایک تحریک مزاحمت معرض وجود میں آئی۔ یہ تنظیم وطنیت اور قومیت کے نام پر قائم ہوئی شروع ہی سے یہ تنظیم اپنی تربیت اور پروگرام کے حوالے سے اسلامی جذبے سے عاری رہی ہے۔ یہ ایک مزاحمتی تحریک تھی جو آہستہ آہستہ اپنے مزاحمتی مؤقف سے ہٹ کر سامراجی طاقتوں کی منشا کے مطابق "ڈپلومیسی" کی "سیاست" کا مزاج اختیار کر چکی ہے۔

عالم اسلام کا پہلے دن سے یہ مؤقف رہا ہے کہ فلسطین اہل فلسطین کا ہے اور اسرائیل کی تخلیق ناجائز اور ظالمانہ ہے لہذا اسرائیل کو بہر حال ختم ہو جانا چاہیے۔ لیکن طاغوتی طاقتوں کے کاسہ لیس اور ایجنٹ نام نہاد مسلمان حکمرانوں نے آہستہ آہستہ امت مسلمہ کے اس متفقہ مؤقف سے انحراف شروع کیا۔ اس سلسلے میں عربوں میں پہلے مصر کے حکمرانوں نے امریکہ کی زیر سرپرستی اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم کیے۔ اب دیگر حکمران بھی "برائے امن بقائے باہمی" اور دیگر پرفریب ناموں سے اسرائیل سے روابط قائم کرنے کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں۔

ہم یقین رکھتے ہیں کہ :

- فلسطین ایک مسلمان خطہ ہے۔
- اسرائیل کا ناجائز وجود بہر صورت ختم ہو جانا چاہیے۔
- سالہا سال سے بے وطن فلسطینیوں کو اپنے وطن میں آباد ہونے کا حق ملنا چاہیے۔
- باہر سے آکر آباد ہونے والے یہودیوں کو یہ سرزمین خالی کرنا چاہیے۔
- فلسطین اور القدس کی آزادی پوری امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔
- نیز ہمارا ایمان ہے کہ اسرائیل سے کسی قسم کے روابط کا قیام اسلام اور مسلمانوں سے غداری کے مترادف ہے۔
- فلسطین اور القدس کی آزادی اسلامی جذبے سے سرشار ہو کر مسلح جہاد کیے بغیر ممکن نہیں۔

اتحادِ اسلامی

اللہ، رسولؐ، قرآن اور کعبہ سب مسلمانوں کا ایک ہے ۔ اسی حوالے سے ساری امت مسلمہ کے دشمن بھی مشترک ہیں ۔ خارجی دشمنوں کو مسلمانوں کے خلاف اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی تھی جب تک کہ وہ خود مسلمانوں میں منافقوں کے ذریعے دراڑیں پیدا نہ کرتے ۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے منافقوں کو کافروں سے بدتر قرار دیا ہے۔ مسلمانوں کے مابین تعبیرات کے بعض اختلافات اور بعض فروعی امور میں مختلف نظریات اس قدر اہم نہیں کہ اسلام کی ٹھوس مشترک بنیادوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ آج بھی دنیا کی تمام استعماری طاقتیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک ہیں لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مسلمانوں کے خود غرض کوتاہ اندیش حکمرانوں اور مسلمانوں کی صفوں میں موجود طاغوتی طاقتوں کے ایجنٹوں نے اہلِ اسلام کو مختلف جغرافیوں اور قوموں میں بانٹ رکھا ہے اور مختلف مکاتبِ فکر کو ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کر رکھا ہے ۔

اس وقت دنیا میں مسلمانوں کی آبادی ایک ارب نفوس سے زیادہ ہے اور مسلمان بے پناہ مادی و معنوی وسائل کے مالک ہیں لیکن اس کے باوجود پسماندگی اور ذلت کی زندگی گزار رہے ہیں ۔

ایسے میں ضروری ہے کہ مسلمان اپنی حیثیت اور مسؤلیت کا احساس کریں، اپنے خارجی و داخلی دشمنوں کو پہچانیں اور امتِ واحدہ بن کر اٹھ کھڑے ہوں ۔

اس قیام اور اس میں کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ ہم باہمی اعتماد، اخوت

اور محبت کا ثبوت دیں۔ اپنے اپنے عقائد پر قائم رہتے ہوئے دوسروں کے ساتھ رواداری اور احترام روا رکھیں۔ ایک دوسرے کی مذہبی رسوم کو گوارا کریں۔

وطن عزیز پاکستان میں بھی ترقی و خوشحالی اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ہمیں یہی فضا پیدا کرنی ہوگی۔ نیز اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے ناگزیر ہے کہ مشترکہ اور مسلمہ اسلامی بنیادوں پر مشتمل اجتماعی قوانین تشکیل دئیے جائیں اور امتیازی امور میں ایک دوسرے کے احترام کے ساتھ آزادیٔ عمل کا حق قانوناً اور عملاً تسلیم کیا جائے۔

ہم پوری دیانتداری سے محسوس کرتے ہیں کہ اگر اس پہلو سے کام کا آغاز کیا جائے تو پھر نہ ملک میں نظامِ اسلام کے نفاذ میں کوئی رکاوٹ رہے گی اور نہ ہی فرقہ وارانہ مسائل کی تلخی۔

انہی حالات میں رہبر عالمِ اسلام حضرت امام خمینی مدظلہ العالی کی اتحاد المسلمین کے لیے تحریک درحقیقت ہر باشعور اور صاحب درد مسلمان کے دل سے اُٹھنے والی آواز ہے۔ ہم بھی انہی افکار کی روشنی میں تمام مسلمان بھائیوں کو دوستی، افہام و تفہیم اور قربت کا پیغام دیتے ہیں۔

امریکی مداخلت

دنیا میں جہاں جہاں برطانوی سامراج کا زوال ہوا وہاں وہاں امریکی سامراج نے اپنے پنجے گاڑنے شروع کر دئیے ۔ اسی حوالے سے پاکستان کی جغرافیائی اور سیاسی حیثیت امریکہ کے لیے بہت اہمیت کی حامل تھی ۔ ترکی ، ایران اور عراق میں امریکہ برطانوی خلاء کو پہلے ہی پُر کر چکا تھا ۔ لہٰذا اُس نے پاکستان کو بھی فوری طور پر سیٹو کے بنام زمانہ فوجی معاہدے میں شریک کر لیا ۔ شروع ہی سے پاکستان میں سیاسی حکومتوں کے عدمِ استحکام اور ناکامی نیز فوجی انقلابات کا سبب امریکہ سے پاکستان کا یہی تعلق رہا ہے ۔

اس کے بعد امریکہ پاکستان کے سیاسی ، اقتصادی ، تعلیمی اور ثقافتی شعبوں پر بھی حاوی ہوتا چلا گیا لیکن وہ ہر میدان میں پاکستان کا ناقابلِ اعتماد دوست ثابت ہُوا ۔ فوجی اور دیگر معاہدات کے باوجود ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں امریکہ نے تعاون سے ہاتھ کھینچ لیا اور دسمبر ۱۹۷۱ء میں امریکہ پر بھروسہ ملک کے دولخت ہو جانے کا باعث بنا ۔ نیز امریکہ ہی پاکستان کے لیے ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصُول میں سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہُوا ۔

موجودہ حالات میں پاکستان کے تمام شعبے امریکہ کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں ۔ امریکہ کے ان استعماری ہتھکنڈوں سے نجات کے لیے پاکستان کے عوام کو پورے عزم و استقلال سے جہدِ مسلسل کرنا ہو گی ۔ پاکستان کی بقاء اور ترقی کا انحصار اس بات پر ہے کہ وہ تمام طاقتوں سے مفادِ اسلامی کی روشنی میں منصفانہ اور برابری کے تعلقات قائم کرے ۔

موجودہ حکومت

پاکستان میں رائج موجودہ حکومت درحقیقت ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو مسلط ہونے والے مارشل لاء کا بدلی ہوئی صورت میں تسلسل ہے۔ اس حکومت کو ایک نام نہاد غیر آئینی ریفرنڈم میں عوام اور سیاسی جماعتیں اپنی اجتماعی قوت سے مسترد کر چکے ہیں۔ اس حکومت نے مکارانہ طریقے سے غیر جماعتی انتخابات کروا کر ایوانِ اقتدار میں اپنے نظریۂ ضرورت کے تحت ایک جعلی سیاسی پارٹی بنا کر نام نہاد جمہوریت کی داغ بیل ڈالی ہے۔ ظلم اور جبر سے برسر اقتدار آنے والی یہ حکومت غیر اسلامی، غیر آئینی، غیر قانونی اور غیر نمائندہ ہے۔ اس حکومت کے دور میں:

- ملک پر استعماری معاہدوں اور روابط کی گرفت سخت تر ہوئی ہے۔
- اقتصادی طور پر ملک کھوکھلا ہو گیا ہے۔
- ثقافت کے نام پر بے راہ روی اور بے حیائی میں اضافہ ہوا ہے۔
- تعلیم اور صحت کا معیار مزید گر گیا ہے۔
- بنیادی ضروریات کی فراہمی کا منظام درہم برہم ہو کر رہ گیا ہے۔ لوڈ شیڈنگ کی بلا اسی صورت حال کا نتیجہ ہے۔
- منشیات کو تیزی سے فروغ حاصل ہوا ہے۔
- مہنگائی نے محروم عوام کی کمر توڑ کے رکھ دی ہے۔
- غیر قانونی اسلحہ عام ہو گیا ہے۔
- امن و امان کی صورتِ حال ابتر ہو گئی ہے۔
- فرقہ واریت، قومیت پرستی، علاقائی تضادات اور نسل کشیدگی اپنی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔

- علیحدگی اور وطن دشمنی کے رجحانات پروان چڑھے ہیں۔

اس حکومت کا بدترین فعل اسلام کے پاکیزہ نام پر عوام کو دھوکا دینا اور منافقت کا فروغ ہے۔

ان حالات میں اس حکومت کا قائم رہنا نہ فقط مفادِ اسلامی کے منافی ہے بلکہ ملک کی بقاء کے لیے بھی خطرہ ہے۔

ضروری ہے کہ عوام کے وسیع اتحاد اور جدوجہد کے ذریعے عوام کی حقیقی نظام اسلامی حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے۔

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ

دعوت

آیئے اعتراف کریں کہ :

- نوعِ انسانی اللہ کے راستے سے بھٹک چکی ہے۔
- انسان انسان پر حاکم بن بیٹھا ہے۔
- طاقتور کمزوروں کو لوٹ رہے ہیں۔
- انسانیت کے مہربان ہمدردوں۔ انبیاء اور آئمہ اطہار کے تذکرے قصہ پارینہ ہو چکے ہیں۔
- گمراہی اور بے راہ روی کی انتہا ہو گئی ہے۔
- نیکی اور بدی اپنا مفہوم کھو چکی ہے۔
- پسماندہ قومیں سامراجی پنجوں میں گرفتار ہیں۔
- غلام آزادی کے شعور اور تڑپ سے محروم ہو گئے ہیں۔
- محروموں نے محرومیوں پر قناعت کر لی ہے۔
- امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی جرأت ناپید ہو گئی ہے۔
- انسانی اقدار اور دین کے بندھن ٹوٹ چکے ہیں۔
- نوعِ انسانی رنگوں، نسلوں، گروہوں اور علاقوں میں بٹ چکی ہے۔

آیئے اعتراف کریں کہ :

- ہم مسلمان اپنا مقصدِ وجود فراموش کر چکے ہیں
- قرآن کی تعلیم سپردِ طاقِ نسیاں ہو چکی ہے۔
- پیغمبرِ خاتمؐ اور ان کے وارثوں کی سنت سے ہمارے معاشرے خالی ہو چکے ہیں۔
- اغیار کی اندھا دھند تقلید نے ہماری بصیرت چھین لی ہے۔
- فرقہ پرستی سے ہم اپنی ملی قوت گنوا چکے ہیں۔
- باہمی محبت اور اخوت کی گرمیاں سرد پڑ چکی ہیں۔

- جہادِ اسلامی بزرگوں کی عادتِ گم گشتہ ہو چکا ہے۔
- قیامت پر ایمان قوتِ عمل سے خالی ہو گیا ہے۔
- سستی، کاہلی اور مایوسی کی پرچھائیاں گہری ہوتی جا رہی ہیں۔
- ہمارے حکمران غیروں سے ہماری بربادی کے سودے کر رہے ہیں۔
- ہماری ثروت اسلام دشمن قوتیں لوٹ رہی ہیں۔
- قبلہ اول کی پامالی بھی ہماری خوابیدہ غیرت بیدار کرنے میں ناکام ہو چکی ہے۔

آیئے اعتراف کریں کہ:

- پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے۔
- یہ ملک اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا ہے۔
- آج بھی اس ملک میں غیر اسلامی قانون کی حکمرانی ہے۔
- ہمارے حکمران اسلام دشمن قوتوں کے کاسہ لیس ہیں۔
- عوام کی دولت چند لیٹرے لوٹ رہے ہیں۔
- عوام کو گروہوں اور علاقوں کے نام پر بانٹ دیا گیا ہے۔
- ثقافتی، سیاسی، اقتصادی اور تعلیمی طور پر یہ ملک سامراج کے شکنجے میں گرفتار ہو چکا ہے۔
- عاقبت نا اندیش حکمرانوں کے ہاتھوں دولخت ہو جانے والا یہ ملک آج بھی تباہی کے دھانے پر کھڑا ہے۔

آیئے تجدیدِ ایمان کریں کہ:

- اللہ کی طاقت ہر قوت سے بالا ہے۔
- اللہ کے سوا کسی کو حاکمیت کا حق نہیں۔
- اللہ کی زمین اللہ کے سارے بندوں کے لیے ہے۔

- اللہ کی بندگی ہر غلامی سے آزادی کا ذریعہ ہے۔
- اللہ کی راہ میں قیام کرنے والا نصرتِ الٰہی سے محروم نہیں رہتا۔
- انبیاؑ اور آئمہؑ انسان کی نجات کے داعی ہیں۔
- اسلام ہمارا مشترکہ سرمایہ ہے۔
- قرآن ہمارا متفقہ دستور ہے۔
- پیغمبرِ خاتمؐ کی سنت اسوۂ حسنہ ہے۔
- کعبہ ہم سب کا مرکز ہے۔
- اسلام نوعِ انسانی کی آخری اور حقیقی پناہ گاہ ہے۔
- اسلامی اخوت کائنات کا مضبوط ترین رشتہ ہے۔
- آزادی کی راہ میں شہادت بہترین موت ہے۔
- دنیا میں بسنے والا ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے
- رنگ، نسل، زبان اور علاقہ انسانوں کی تقسیم کی بنیاد نہیں بن سکتا۔
- تقویٰ امتیاز کا حقیقی معیار ہے۔

آیئے تجدیدِ ایماں کریں کہ:

- اللہ کا یہ وعدہ سچا ہے کہ:

هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ

(وہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اُسے تمام دینوں پر غالب کرے۔

- ایک روز ظلم وجہالت کی تاریکیاں چھٹنے والی ہیں۔
- عدلِ اسلامی کی عالمگیر حکومت کا دور آنے والا ہے۔
- وہ مہدیؑ نویدِ سحر بن کر ضرور آئے گا جس کا وعدہ پیغمبرِ اسلامؐ نے کیا ہے۔

ہم سے ہماری ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

- جنت ایفائے عہد کرنے والوں کے لیے ہے۔
- دوزخ بد عہدوں کا بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

آئیے عزم کریں کہ :

- ہم اللہ کے بھروسہ پر دنیا کی ظلمتوں کے خلاف جہاد کریں گے۔
- ہم ہر طاغوت اور ہر سامراج کی غلامی کا طوق اتار پھینکیں گے۔
- ہم ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دیں گے۔
- ہم دنیا میں ایک مرتبہ پھر اسلامی اخوت کا نور پھیلا دیں گے۔
- ہم انسانوں میں ہر غیر الٰہی تقسیم اور تفریق کے خلاف قیام کریں گے۔
- ہم دنیا کے ستم رسیدہ انسانوں کو جبر و استبداد اور استحصال سے نجات دلائیں گے۔
- ہم اللہ کے قانون کے علاوہ کوئی قانون قبول نہیں کریں گے۔

چاہے ــــــ
اس کے لیے ہمیں امام حسین علیہ السلام کی طرح اپنے دوستوں، عزیزوں اور پیاروں کی قربانی کیوں نہ پیش کرنی پڑے۔

چاہے ــــــ
اس راستے میں ہمارا اپنا سر نوکِ نیزہ پر بلند کیوں نہ ہو جائے۔

چاہے ــــــ
ہمارے جسموں کو فرزندِ زہراؑ کے جسم کی طرح پامال کیوں نہ کر دیا جائے۔

ــــــ کیونکہ یہ راستہ صبر و استقامت اور توکل علی اللہ کا راستہ ہے۔

فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ جب تم نے عزم کیا تو پھر اللہ پر بھروسہ کر
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝ یقیناً توکل کرنے والے اللہ کو بہت محبوب ہیں
(آلِ عمران ۱۵۹)

حرفِ آخر

قرآن وسنت کی بالادستی، محروموں کی نجات اور ملک کی بقاء واستحکام کا یہ پروگرام تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے مگر اس میں کارفرما روح اور اس کا ہر سطر اس امر کی غماز ہے کہ یہ کسی ایک گروہ یا کسی ایک مکتبِ فکر کے لیے نہیں ہے۔

ہم یہ پروگرام پاکستان میں بسنے والے تمام اسلامی مکاتبِ فکر، تمام علاقوں کے باسیوں، تمام سیاسی کارکنوں اور سارے عوام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

اس میں پیش کیے گئے اصول اور مقاصد کا سرچشمہ قرآن وسنت ہے اور یہ ناقابل تغیر ہیں، البتہ اصلاحِ احوال اور فلاحِ عوام کے لیے مجوزہ اقدامات کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے ہم ہر تجزیہ اور رائے کو خوش آمدید کہیں گے۔

ظلم واستحصال کے خاتمے، سامراجیت سے نجات اور قانونِ الٰہی کے سائے میں آزادی کے اس سفر میں ہم پاکستان کے سارے عوام کو رفیقِ سفر ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝

یقیناً یہ تو تذکرہ ہے۔ اب جو چاہے اپنے پروردگار کا راستہ اپنالے۔

(مزمل - ۱۹)